

جامعہ دارالتقویٰ لاہور کا ترجمان

# دارالتقویٰ

ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ -- دسمبر 2019ء

بیٹی جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ

غائب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے

ہمسایہ کے حقوق

لعنت والے گناہ



دینی مسائل کے حل اور سوالات کے جوابات کے لیے  
دارالافتاء جامعہ دارالتقویٰ کی طرف سے واٹس ایپ پر

مستند مفتی حضرات کا ایک پینل

آن لائن

03004113082

اوقات کار: صبح 8 تا نماز عشاء



جامعہ دارالتقویٰ کی جانب سے

واٹس ایپ (whatsapp) پر

دینی معلومات کا سلسلہ

جاری ہے۔

آپ بھی اپنے واٹس ایپ پر دینی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

دینی معلومات حاصل کرنے کے لیے

اپنے واٹس ایپ سے RINFO لکھ کر 03222333224 پر بھیجیں۔

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ  
دارالتقویٰ  
لاہور

بدعا حضرت اقدس ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ 4

ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ -- دسمبر 2019ء

جلد 9

زیر سرپرستی

حضرت مولانا عثمان صاحب

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عامر رشید صاحب  
حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب

مجلس مشاورت

● ————— ● ————— ●

حضرت مولانا اویس احمد صاحب

مدیر

● ————— ● ————— ●

مولانا عبدالودود ربانی

مدیر مسئول

● ————— ● ————— ●

مفتی محمد اسامہ مولانا ذوالکفل

مجلس ادارت

● ————— ● ————— ●

دسمبر 2019ء

# فہرست

ماہنامہ دارالتقویٰ

5	مدیر مسؤل	اداریہ	گالی دینے والا اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے
9	مفتی عاشق الہی بلند شہری	درس قرآن	غائب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے
11	مولانا محمد منظور نعمانی	درس حدیث	کتاب الایمان
16	مفتی عبدالرؤف سکھروی	مقالات و مضامین	لعنت والے گناہ
24	مفتی محمد معاویہ اسماعیل		بٹی جنہم سے چھٹکارے کا ذریعہ
29	ضبط: مولانا لیتق احمد نعمانی		حضرت مولانا نفیم صاحب کا اساتذہ میں بیان
39	علامہ عبدالحق مجاہد		ہمسایہ کے حقوق
43	مولانا لیتق احمد نعمانی		کرتار پور کوریڈور قادیانی سلطنت کی طرف ایک قدم
47	مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ		”جہان دیدہ“
56	مفتی فیصل حمید		سبق پھر پڑھ گرامر کا
62	دارالافتاء و التحقیق		آپ کے مسائل اور ان کا حل
66	عبدالوود در بانی		جامعہ کے شب و روز

فی شمارہ: ۳۰ روپے  
سالانہ بدل خرچ: ۳۵۰ روپے

## خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ

متصل جامع مسجد الہلال

چو برجی پارک لاہور

سالانہ رسالے کے اجراء کے لیے

مذکورہ پتہ پر مئی آرڈر کریں

فون نمبر:

04235967905  
03005553616

اس دائرے میں سرخ نشان  
مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

Email Address  
monthlydarultaqwa  
@gmail.com

## مقام اشاعت:

متصل جامع مسجد الہلال

چو برجی پارک لاہور

بینک اکاؤنٹ نمبر

1001820660001

ٹائٹل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرسٹ  
ایم آئی بی برانچ کوڈ 159 (مسلم کرشل بینک)

مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس

## حرفِ اولیں

### گالی دینے والا اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے

فیروز اللغات کے مطابق گالی بدزبانی اور فحش گوئی کا نام ہے۔ مذہبِ اسلام نے گالی کو سنگین جرم اور بدترین گناہ قرار دیا ہے۔ مگر افسوس! آج ہمارے معاشرے میں گالی گلوچ کا چلن دن بہ دن عام ہوتا جا رہا ہے۔ معصوم بچے جب توہلی زبان میں گالی دیں تو والدین کو بہت پیارے لگتے ہیں، بچپن کی عادت پختہ ہو جانے کے بعد جب بڑے ہو کر وہی بچے گالیاں دیتے ہیں تو والدین غصے سے لال پیلے ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: یہ کہاں سے سیکھ کر آیا ہے۔ دنیا بھر میں گالی دینا ایک ناپسندیدہ فعل سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک غیر مہذب عمل ہے۔ اسلامی تعلیمات تو اس بارے میں بالکل واضح ہیں۔ حدیثِ پاک کا مفہوم ہے ”مسلمان کو گالی دینا فسق (نافرمانی) ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے“۔ (صحیح البخاری)

بلاشبہ گالی وہ فتنہ ہے جو لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں مبتلا کر کے قتل و غارت گری تک پہنچا دیتی ہے اور دنیا و آخرت دونوں کی تباہی و بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔ کوئی بھی سلیم الفطرت شخص مذاق میں گالی دے سکتا ہے اور نہ ہی گالی سن سکتا ہے۔ گالی چاہے عام انسان کو دی جائے یا خاص کو، جانوروں کو دی جائے یا بے جان چیزوں کو، زمانے کو یا حکمرانوں کو یا کسی اور مخلوق کو، نہایت ہی مذموم اور فبیح عمل ہے۔ لیکن مسلم ملک و معاشرے میں مسلمان کہلوانے والے ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، والدین، اپنے بیوی بچوں یا کسی بھی مخلوق کو گالیاں دینے سے نہیں چوکتے۔

کچھ لوگ تو بغیر سوچے سمجھے بے دھیانی میں ایسی گالیاں بھی بک جاتے ہیں کہ اگر اسکے معنی و مفہوم پر

غور کیا جائے تو پیارے نبی ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے کہ ”بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی رضا مندی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف اُسے دھیان بھی نہیں ہوتا اور اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کے بہت سے درجات بلند فرما دیتا ہے اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی نافرمانی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ گزرتا ہے کہ اُس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے۔“ (مشکوٰۃ 411)

دین اسلام میں گالی گلوچ کی کوئی گنجائش نہیں اور اس کی مذمت میں بے شمار احادیث ہیں جن کا احاطہ کرنا اس مضمون میں ممکن نہیں۔ بس گالی گلوچ کرنے والے کو اس قبیح عمل سے بچنے کیلئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ اگر اسکی نیکیاں پہاڑ کے برابر بھی ہوئی تو قیامت کے دن وہ مفلس ہوگا۔ ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا: ”کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟“ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم و دینار ہوں اور نہ ساز و سامان۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(نہیں بلکہ) بلاشبہ میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا، چنانچہ ان (تمام مظلوموں) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی، پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے ذمے دوسروں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“ (صحیح مسلم) آج اس دنیا میں کوئی مالدار ہے کوئی مفلس، لیکن گالی گلوچ کرنے والا دنیا اور آخرت میں مالدار ہو کر بھی مفلس ہی رہے گا کیونکہ اس کی ساری نیکیاں، ساری مالداری دوسروں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی مفلسی سے بچائے۔ آمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنے والے شخص کو منافق قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”چار عادتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ چاروں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ پکا منافق ہے۔ وہ شخص جو بات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے، تو وعدہ خلافی کرے، اور جب معاہدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔ اور جب کسی سے لڑے تو گالی گلوچ پر اتر آئے اور اگر کسی شخص کے اندر ان چاروں عادتوں میں سے ایک ہی عادت ہے، تو اس کے اندر نفاق کی ایک عادت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔“ (صحیح بخاری)

اپنے مسلمان بھائی کی ایذا کا سبب بننے والے کو آپ ﷺ نے مسلمان کہلوانے کا حق دار ہی نہیں سمجھا فرمایا: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من

ہجر ما نہی اللہ عنہ" متفق علیہ ترجمہ: ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کیے ہوئے کاموں سے باز رہے۔“ (ابوداؤد)

آج مسلمان سود کی قباحت کو جانتے ہوئے سود سے تو بچتا ہے لیکن اپنے مسلمان بھائی کو گالی دینے (آبروریزی کرنے) سے نہیں بچتا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”بلاشبہ سب سے بڑے سود میں سے یہ بھی ہے کہ ناحق کسی مسلمان کی آبرو (ریزی) کے بارے میں زبان دراز کی جائے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح ۴۲۹/۱ بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں کہ کوئی آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو اپنے باپ کو گالی دیتا ہے اور کوئی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اپنی کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ گالی دیتے تھے نہ بدگو تھے نہ بدخوتھے اور نہ لعنت ملامت کرتے تھے۔ اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے اتنا فرماتے اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔“ (صحیح بخاری)

قرآن مجید میں گالی دینے کی ممانعت

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيْنًا

لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلُهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۰۸﴾

(سورۃ الأ نعام)

”اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے ہم نے اسی طرح ہر طریقہ والوں کو ان کا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔“

گالی دینے والا اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ”جب میری امت آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ جلّ

شانہ کی نگاہ سے گر جائے گی“ (ترمذی)

قارئین! گالی کے بارے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کی گئی مندرجہ بالا تفصیل کے بعد یہ بات بڑے فسوس کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ بد قسمتی سے گالی دینا ہمارے معاشرے کا فیشن بن چکا ہے باتوں باتوں میں ایک دوسرے کو طرح طرح کی گالیاں دینے کا عام رواج ہے۔ حد تو یہ ہے کہ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے بھی ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی فحش، بیہودہ وواہیات الفاظ استعمال کرتے ہیں مگر کوئی اس کو برا محسوس نہیں کرتا اور نہ گناہ تصور کیا جاتا ہے بلکہ ایسے بیہودہ الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے ان کے چہروں پر مسکراہٹ اور خوشی کے آثار ہوتے ہیں۔ نہ ہی کسی فریق کی جانب سے اسے برا محسوس کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس پر کسی غم وغصہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ہماری قیادت چاہے مذہبی ہو یا سیاسی قوم کی تربیت میں بدکلامی، فحش گوئی اور گالی دینا ضروری سمجھتی ہے۔ کوئی مسجد کے منبر سے ہائے ہائے کے نعرے لگواتا ہے، کسی کو اپنے معتقدین کے سامنے دوسروں کی عزت کی دھجیاں اڑا کر تبلیغ کرتی ہے۔ کبھی سیاسی قیادت اسٹیج سے مخالفین پر چار حرف بھجیتی سنائی دیتی ہے۔ ہماری صف اول کی قیادت بلاناغہ میڈیا اور اخبارات کے ذریعے اپنے مخالفین کو گالیاں دینا اپنا حق سمجھتی ہے۔ سیاسی مفادات کے لئے اپنے حریفوں کی پگڑیاں اچھالی جاتی ہیں۔ جلسوں، جلوسوں میں حاضرین کا خون گرمانے کے لئے بے دریغ گالیاں دی جاتی ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو یہ تربیت دی جا رہی ہے کہ اختلاف اور احتجاج تب تک مؤثر نہیں ہو سکتا جب تک مخالفین کو گالیاں نہ دی جائیں۔

بچے اپنے بڑوں سے سیکھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جس گھر میں بڑوں میں گالی کا رواج ہو وہاں بچوں میں آسانی سے گالیاں مل جاتی ہیں۔ یہ بہت بڑے خسارے کی بات ہے، دل سے گناہ کا احساس ختم ہو جانا تو بہت ہی خسارے کی بات ہے ایسے شخص کو جو گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، ہدایت کم ہی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فبیج عمل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین

والسلام

عبدالودود ربانی

مدیر مسؤول

درس قرآن

مفتی عاشق الہی بلند شہری

## غائب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے

سورۃ لقمان ..... آیۃ نمبر 34 ...

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
 إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ  
 مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

ترجمہ:

”بلاشبہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے، اور وہ بارش کو نازل فرماتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو ماؤں کے  
 ارحام میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسے کس زمین میں  
 موت آئے گی، بلاشبہ اللہ جاننے والا باخبر ہے۔“

تفسیر:

پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ فرمایا ہے کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب کو  
 نہیں جانتا جس کسی کو اس نے غیب کا کچھ علم دیا ہے جس قدر عطا فرمایا ہے اسے اسی قدر علم ہے۔ یہاں پانچ امور  
 غیبیہ کا تذکرہ فرمایا ہے، صحیح مسلم میں ہے ”جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ

قیامت کب آئے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پوچھنے والا اور جس سے پوچھا گیا ہے اس بارے میں دونوں برابر ہیں اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا: فِي حَتْمِمْ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ (کہ یہ ان پانچ چیزوں میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا) اس کے بعد آپ ﷺ نے سورۃ لقمان کی یہی آخری آیت تلاوت فرمائی ہے۔

جن پانچ چیزوں کا آیت بالا میں ذکر ہے ان میں ایک تو قیامت قائم ہونے کا علم ہے، یہ غیب کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دیا۔ دوسرے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بارش کو برساتا ہے، تیسرے یہ فرمایا کہ ماؤں کے ارحام میں کیا ہے، اس کا بھی اللہ ہی کو علم ہے اسے سب پتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے، لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور کچھ ہے یا کچھ بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد مزید دو چیزوں کا تذکرہ فرمایا اور وہ یہ کہ کسی کو یہ معلوم نہیں کہ گل کو میں کیا کروں گا، اور فرمایا کہ کسی کو یہ بھی پتا نہیں کہ اس کی موت کہاں ہوگی اور اسے کس زمین میں موت آئے گی۔ آیت کے ختم پر فرمایا (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلِيمٌ حَبِيرٌ) (بلاشبہ اللہ علم والا ہے باخبر ہے۔)

جب سے دنیا میں آلات کا رواج ہو گیا ہے اس وقت سے ایمانیات میں فرق آنے لگا ہے اور لوگ یوں کہتے ہیں کہ فضا میں جو آلات نصب کر دیتے ہیں وہ بتا دیتے ہیں کہ بارش کب ہوگی، اور ایک سرے کے ذریعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں نر ہے یا مادہ، ان لوگوں کو یہ پتا نہیں کہ آیت شریفہ میں آلات کے ذریعہ جو علم حاصل ہو اس کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو علم ہے وہ ازل سے ہے ہمیشہ سے ہے جب دنیا میں انسان نہیں آیا تھا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسانوں کی نسلیں چلیں گی اور فلاں فلاں عورت حاملہ ہوگی اور اس کے پیٹ میں نر ہوگا یا مادہ ہوگا، ناقص پیدا ہوگا یا کامل! کہاں اللہ تعالیٰ کا علم ازلی اور کہاں بنی آدم کا علم جو آلات اور اسباب اور تجربات پر موقوف ہے پھر اس بات کو بھی جاننے والے جانتے ہیں کہ اسباب و آلات سے پتا چلانے والوں کی پیشین گوئیاں غلط بھی ہو جاتی ہے، لہذا یہ کہنا کہ بندے بھی علم قطعی کے طور پر بارش آنے کا وقت بتا دیتے ہیں اور حاملہ عورتوں کے پیٹوں میں جو ہے اس سے باخبر کر دیتے ہیں، یہ ان لوگوں کی جاہلانہ باتیں ہیں جو آیت کا مفہوم نہ جاننے کی وجہ سے صادر ہوتی ہیں۔ واضح رہے کہ آیت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ دوسری غیب کی چیزوں کو بندے جانتے ہیں، غیب کی تمام چیزوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہر غیب کا علم قطعی، علم ازلی، علم ذاتی، علم محیط صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔



از۔۔۔ معارف الحدیث

مؤلف :- حضرت مولانا منظور نعمانی

## کتاب الایمان

قط-2

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَانَوْى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ امْرَأَةٍ يَتَرَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ”سب انسانی اعمال کا دار و مدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا و رسول کی رضا جوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ و رسول ہی کی طرف ہوئی (اور بے شک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس ہجرت الی اللہ و الرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیاوی غرض کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ”مہاجر“ بنا تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لیے نہ ہوگی، بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عند

اللہ بس اسی کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

بڑے سے بڑا عمل بھی اگر اخلاص اور اللہیت سے خالی ہوگا تو وہ جہنم ہی میں لے جائے گا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تین شخصوں کے متعلق عدالت الہیہ سے جہنم کا فیصلہ سنایا جائے گا، سب سے پہلے ایسے شخص کی پیشی ہوگی جو جہاد میں شہید ہوا ہوگا، وہ جب حاضر عدالت ہوگا تو اللہ تعالیٰ پہلے اس کو اپنی نعمتیں بتائے گا اور یاد دلائے گا وہ اس کو یاد آجائیں گی پھر اس سے فرمایا جائے گا بتلا تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ اور کیا عمل کئے؟ وہ عرض کرے گا خداوند! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا اور تیری رضا طلبی میں جان عزیز تک قربان کر دی، حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے تو صرف اس لیے جہاد کیا تھا کہ تو بہادر مشہور ہو، تو دنیا میں تیری بہادری کا چرچا ہو چکا، پھر اللہ کے حکم سے اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا، اسی طرح ایک "عالم دین" اور "عالم قرآن" حاضر عدالت کیا جائے گا اور اس سے بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تو نے کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں نے تیرے دین اور تیری کتاب کے علم کو پڑھایا، اور یہ سب تیری رضا کے لیے کیا، حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تو نے تو عالم، قاری، اور مولانا کہلانے کے لیے یہ سب کچھ کیا تھا پھر حکم خداوندی اس کو بھی دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک شخص پیش ہوگا جس کو اللہ نے بہت کچھ مال و دولت دیا ہوگا، اس سے بھی سوال کیا جائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ خداوند! میں نے خیر کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں تیری رضا جوئی کے لیے اپنا مال نہ خرچ کیا ہو، حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو صرف اس لیے مال خرچ کیا تھا کہ دنیا تجھ کو سخی کہے تو دنیا میں تیری سخاوت کا خوب چرچا ہولیا، پھر اس کو بھی اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم) (اللہ پناہ میں رکھے نیتوں کے فساد بالخصوص ریا و نفاق سے۔ آمین)

الغرض اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل کام آئے گا جو صالح نیت سے یعنی محض رضائے الہی کے لیے کیا گیا ہو، دین کی خاص اصطلاح میں اسی کا نام اخلاص ہے۔

### قرآن مجید میں مخلصوں اور غیر مخلصوں کی ایک مثال

قرآن پاک کی ذیل کی دو آیتوں میں صدقات و خیرات کرنے والے دو قسم کے آدمیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک وہ لوگ جو مثلاً دنیا کے دکھاوے کے لیے اپنا مال مصارفِ خیر میں صرف کرتے ہیں اور دوسرے

وہ جو محض اللہ کی رضا جوئی کی نیت سے غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی مدد کرتے ہیں، ان دونوں گروہوں کے ظاہری عمل میں قطعی یک رنگی ہے اور ظاہر ہے کہ آنکھ ان کے درمیان کسی فرق کا حکم نہیں کر سکتی لیکن قرآن پاک بتلاتا ہے کہ چونکہ ان کی نیتیں مختلف ہیں اس لیے ان دونوں کے عمل کے نتیجے بھی مختلف ہیں، ایک کا عمل سراسر برکت ہے اور دوسرے کا بالکل اکارت:

كَالَّذِي يَنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ  
صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تَرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَ كَهَ صَلْدًا لَا يَفْقِدُونَ عَلَى شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا  
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اُس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، اور اللہ اور یومِ آخر پر ایمان نہیں رکھتا تو اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے پتھر کی ایک چٹان ہو جس پر کچھ مٹی آگئی ہو، (اور اس پر کچھ سبزہ جم آئے) پھر اس پر زوروں کی بارش گرے جو اس کو بالکل صاف کر دے، تو ایسے ریاکار لوگ اپنی کمائی کا کچھ بھی پھل نہ لے سکیں گے اور ان منکر لوگوں کو اللہ اپنی ہدایت اور اسکے میٹھے پھل سے محروم ہی رکھے گا۔

وَمَثَلِ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَشِيئًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ  
جَنَّةٍ بَرْنُورَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضَعْفَيْنِ

اور ان لوگوں کی مثال جو محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے اور اپنے نفسوں کو ایثار و انفاق اور راہِ خدا میں قربانی کا خوگر بنانے کے لیے اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس پھولنے پھلنے والے باغ کی سی ہے جو ٹیکری پر واقع ہو اُس پر جب زوروں کی بارش ہو تو دو گنا چو گنا پھل لائے۔

تو اگرچہ ان دونوں نے بظاہر یکساں طور پر اپنا مال غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں پر خرچ کیا، مگر چونکہ ایک کی نیت محض دکھاوے کی تھی اس لیے لوگوں کے دیکھ لینے یا زیادہ سے زیادہ اُن کی وقتی داد و تحسین کے سوا اس کو کچھ حاصل نہ ہوا، کیوں کہ اس کی غرض اس انفاق سے اس کے سوا کچھ اور تھی ہی نہیں۔ لیکن دوسرے نے چونکہ اس ایثار و انفاق سے صرف اللہ کی رضا مندی اور اس کا فضل و کرم چاہا تھا اس لیے اللہ نے اس کو اس کی نیت کے مطابق پھل دیا۔

بس یہی وہ سنت اللہ اور قانونِ خداوندی ہے جس کا اعلان رسول اللہ ﷺ نے حدیث میں

فرمایا ہے۔

اس دنیا میں صرف ظاہر پر تمام فیصلے کئے جاتے ہیں اور آخرت میں نیتوں پر کئے جائیں گے۔ یہ عالم جس میں ہم ہیں اور ہم کو جس میں کام کرنے کا موقع دیا گیا ہے۔ ”عالم ظاہر اور عالم شہادت“ ہے اور ہمارے حواس و ادراکات کا دائرہ بھی یہاں صرف ظاہر اور مظاہر ہی تک محدود ہے، یعنی یہاں ہم ہر شخص کا صرف ظاہر چال چلن دیکھ کر ہی اس کے متعلق اچھی یا بُری رائے قائم کر سکتے ہیں، اور اسی کی بنیاد پر اس کے ساتھ معاملہ کر سکتے ہیں، ظاہری اعمال پر سے ان کی نیتوں، دل کے بھیدوں اور سینوں کے رازوں کے دریافت کرنے سے ہم قاصر ہیں اسی لیے حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

نَحْنُ نَحْكُمُ بِالظَّاهِرِ وَاللَّهُ يَتَوَلَّى السِّرَّ اِنَّهُ

(یعنی ہمارا کام ظاہر پر حکم لگانا ہے اور مخفی راز اللہ کے سپرد ہیں) لیکن عالم آخرت میں فیصلہ کرنے والا اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہوگا اور وہاں اس کا فیصلہ نیتوں اور دل کے ارادوں کے لحاظ سے ہوگا، گویا احکام کے بارے میں جس طرح یہاں ظاہری اعمال اصل ہیں اور کسی کی نیت پر یہاں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا، اسی طرح وہاں معاملہ اس کے برعکس ہوگا، اور حق تعالیٰ کا فیصلہ نیتوں پر ہوگا، اور ظاہری اعمال کو ان کے تابع رکھا جائے گا۔

### حدیث کی خصوصی اہمیت

یہ حدیث ”اُن جوامع الکلم“ میں سے یعنی رسول اللہ ﷺ کے اُن مختصر، مگر جامع اور وسیع المعنی ارشادات میں سے ہے جو مختصر ہونے کے باوجود دین کے کسی بڑے اہم حصہ کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور ”دریا بکوزہ“ کے مصداق ہیں، یہاں تک کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ ”اسلام“ کا ایک تہائی حصہ اس حدیث میں آ گیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ ان ائمہ نے فرمایا مبالغہ نہیں ہے بلکہ عین حقیقت ہے، کیوں کہ اصولی طور پر اسلام کے تین ہی شعبے ہیں۔ ایمان (یعنی اعتقادات) اعمال اور اخلاص، چونکہ یہ حدیث اخلاص کے پورے شعبے پر حاوی ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسلام کا ایک تہائی حصہ اس میں آ گیا۔۔۔ اور پھر اخلاص وہ چیز ہے جس کی ضرورت ہر کام میں اور ہر قدم پر ہے، خاص کر جب بندہ کوئی اچھا سلسلہ شروع کرے خواہ وہ علمی ہو یا عملی تو وہ اس کا حاجت مند ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد اس کے سامنے ہو،

اس لئے بعض اکابر نے اپنی مؤلفات کو اسی حدیث سے شروع کرنا بہتر سمجھا ہے چنانچہ امام بخاری نے اپنی ”جامع صحیح“ کو اور ان کے بعد امام بغوی نے ”مصنوع“ کو اور اسی حدیث سے شروع کیا ہے، گویا اسی کو ”فاتحۃ الكتاب“ بنایا ہے اور حافظ الحدیث ابن مہدی سے منقول ہے کہ جو شخص کوئی دینی کتاب تصنیف کرے اچھا ہو کہ وہ اسی حدیث سے اپنی کتاب کا آغاز کرے (آگے فرمایا) اور اگر میں کوئی کتاب لکھوں تو اس کے ہر باب کا آغاز اسی حدیث پاک سے کروں، اللہ تعالیٰ بخیر اتمام کی توفیق دے اور قبول فرمائے نیز اس ناچیز کو اور کتاب کے تمام ناظرین کو اخلاص و حسن نیت نصیب فرمائے۔

(اس کے بعد ایک خاص ترتیب سے وہ حدیثیں درج ہوں گی جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان و اسلام کا یا ان کے ارکان اور شعبوں کا یا ان کے لوازم و شرائط کا یا ان کے برکات و ثمرات کا یا ان کے مفاسدات و مناقضات کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ”حدیث جبرئیل“ درج کی جا رہی ہے جو اصولی طور پر دین کے سارے شعبوں پر حاوی ہونے کی وجہ سے ”ام السنہ“ کہی جاتی ہے)

جاری ہے...



## کس عورت سے نکاح کیا جائے

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت سے نکاح کرنے کے بارے میں چار چیزوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے، اول اس کا مال دار ہونا، دوم اس کا حسب و نسب والی ہونا، سوم اس کا حسین و جمیل ہونا اور چہارم اس کا دین دار ہونا، لہذا دین دار عورت کو اپنا مطلوب قرار دو۔“

(مشکوٰۃ ص ۲۸۱، ط: قدیمی)

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

## لعنت والے گناہ!

قرآن و سنت میں بعض ایسے اعمال کا ذکر ہے جن کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ قرآن و حدیث میں جس لعنت کا ذکر ہے وہ مسلمان اور کافر کے حق میں یکساں نہیں، بلکہ دونوں میں فرق ہے۔ مسلمان کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کی اُس رحمت سے محروم ہوگا جو رحمت اللہ کے نیک اور فرماں بردار بندوں کے ساتھ خاص ہے، اور مؤمنین کی زبان سے اس کے حق میں اچھی بات نہیں نکلے گی، نیز جنت میں دخولِ اوّلیٰ سے محروم ہوگا، اگرچہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایمان کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت جنت میں داخل ہوگا اور اللہ کی رحمت کے سایہ میں آجائے گا۔ جب کہ کافر کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دور اور محروم ہو جائے گا۔

ذیل میں ایسے چند گناہ لکھے جاتے ہیں، تاکہ ان سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

۱:- سود کھانا اور کھلانا

”عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا و موكلة و كاتبة و شاهدة، و قال: هم سوا۔“ (صحیح مسلم: ۳/۱۲۱۹)

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ: وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔“

## ۲:- شراب پینا، پلانا اور خرید و فروخت کرنا

حضرت ابوعلقمہ اور حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ الغافیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر اور جو شراب کو کسی کے پاس لے جائے اس پر اور جس کے پاس لے جائے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔“ (سنن ابی داؤد) جو لوگ اپنی دکانوں میں شراب بیچتے ہیں، یا اپنے ہونٹوں میں شراب پلاتے ہیں، وہ اپنے بارے میں غور کر لیں کہ روزانہ کتنی لعنتوں کے مستحق ہوتے ہیں۔ شراب کا بنانے والا تو مستحق لعنت ہے ہی، اس کے ساتھ ساتھ شراب کا بیچنے والا، پینے والا، پلانے والا، اٹھا کر لے جانے والا سب پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

## ۳:- مرد و عورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔“ (صحیح البخاری)

## ۴:- تصویر کشی کرنا

”حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ نے جسم گودنے اور گدوانے والیوں پر، اور سو دکھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے، اور کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والے پر بھی آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔“ (صحیح البخاری، ۷/ ۶۱)

## ۵:- غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا

## ۶:- بدعت ایجاد کرنے والے کی پشت پناہی کرنا

## ۷:- والدین کو بُرا بھلا کہنا

## ۸:- زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹانا

”حضرت ابوالطفیلؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے عرض کیا کہ: رسول اللہ ﷺ نے

جو آپ کو راز کی باتیں بتائی ہیں وہ تو ہمیں بتائیے! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے چھپا کر مجھے کوئی راز کی بات نہیں ارشاد فرمائی، لیکن میں نے آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی بدعت کے ایجاد کرنے والے کو سہارا دے (یعنی پشت پناہی کرے) اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے والدین کو برا بھلا کہے اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹائے۔“ (صحیح مسلم، ۳/ ۱۵۴)

تشریح: غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور ذبح کیا جائے، جیسے: کسی بت کے نام پر، یا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے نام پر، یا کعبۃ اللہ کے نام پر وغیرہ۔ یہ حرام ہے اور اس طرح جو جانور ذبح کیا جائے وہ حلال نہیں ہوتا، چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی۔ بدعت کرنے والے کو سہارا دینا، یعنی اس کی حمایت اور پشت پناہی کرنا بھی ایسے ہی گناہ اور لعنت کا سبب ہے، جیسے کہ خود بدعت کا ارتکاب کرنا گناہ ہے۔

والدین کو برا بھلا کہنے کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ صراحۃً واضح طور پر براہ راست والدین کو برا بھلا کہے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص کے والدین کو برا بھلا کہے جس کے جواب میں بدلہ لیتے ہوئے وہ اس کے والدین کو لعن طعن کرے۔

زمین کی حد بندی کے نشانات کو مٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ملکیتی حدود میں تبدیلی کر کے دوسرے کی زمین کو اپنی ملکیت میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے، گویا یہ دوسرے کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے کی صورت ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو دوسرے کی زمین کا ایک بالشت بھی ناحق لے گا قیامت کے دن اس کو سات زمینوں سے نکال کر اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

## ۹:- لڑکوں کے ساتھ بد فعلی کرنا

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے،“ (السنن الکبریٰ للنسائی)

۱۰:- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول الله ﷺ: ”إذا رأيتم الذين يسبون أصحابي، فقولوا: لعنة الله على شرکم۔“ (سنن الترمذی، ۵/۶۹۷)

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے شر اور برائی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

”عن عائشة رضی اللہ عنہا، قالت: قال رسول الله ﷺ: ”لا تسبوا أصحابي، لعن الله من سب أصحابي۔“ (المعجم الأوسط، ۵/۹۴)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا مت کہو، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہے۔“

۱۱:- رشوت لینا، دینا اور رشوت کے لین دین کا واسطہ بننا

(مسند احمد، ۳۷/۸۵)

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے پر، اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے۔“

۱۲:- مومن کو تکلیف پہنچانا یا دھوکہ دینا

”عن أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ”ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به۔“ (سنن الترمذی، ۴/۳۳۲)

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس آدمی پر لعنت ہے جو کسی مومن کو تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ دھوکہ کرے۔“

۱۳:- عورتوں کا قبرستان جانا

۱۴:- قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور وہاں چراغ رکھنا

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: ”لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم زائرات

القبور، والمتخذین علیہا المساجد والسرج۔“ (سنن ابی داؤد، ۳/۲۱۸)

”حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیں اور وہاں چراغ رکھیں۔“

تشریح:۔۔۔۔۔ عورتوں کے قبروں پر جانے کے بارے میں اکثر اہل علم حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ ناجائز ہے، کیونکہ عورتیں ایک تو شرعی مسائل سے کم واقف ہوتی ہیں، دوسرے ان میں صبر، حوصلہ اور برداشت کم ہوتا ہے، ان کے حق میں غالب اندیشہ یہی ہے کہ وہ قبرستان جا کر جزع و فزع کریں گی یا کوئی بدعت کریں گی، اسی لیے انہیں قبرستان جانے سے منع کر دیا گیا۔

### ۱۵:- پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا

”إِنَّ الَّذِينَ يَزْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔“ (النور: ۲۳)

”یاد رکھو! جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اور ان کو اس دن زبردست عذاب ہوگا۔“

### ۱۶:- قطع رحمی کرنا

”هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ  
الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ۔“ (محمد: ۲۳، ۲۲)

”پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور خونی رشتے کاٹ ڈالو، یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے، چنانچہ انہیں بہرا بنا دیا ہے اور ان کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔“

### ۱۷:- چوری کرنا

”عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي ﷺ قال: ”لعن الله السارق يسرق  
البيضة فتقطع يده، ويسرق الحبل فتقطع يده۔“ (صحيح البخاری، ۸/۱۵۹)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چور پر لعنت فرمائی

ہے جو ایک انڈہ چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور رسی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے۔“

۱۸:- ناپینا کو راستہ سے بھٹکانا

۱۹:- جانور کے ساتھ بد فعلی کرنا

”حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: وہ شخص ملعون ہے جو اپنے باپ کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو اپنی ماں کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، وہ شخص ملعون ہے جو زمین کی حدود بدل دے، وہ شخص ملعون ہے جو اندھے کو راستے سے بھٹکا دے، وہ شخص ملعون ہے جو جانور کے ساتھ جماع کرے، وہ شخص ملعون ہے جو قوم لوط والا عمل کرے، قوم لوط والی بات کو نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔“ (مسند احمد، ۵/ ۸۳-۸۴)

۲۰:- بیوی سے پیچھے کے مقام میں ہم بستری کرنا

”عن ابی ہریرہؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”ملعون من

أتی امرأته فی دبرها۔“ (سنن ابی داؤد، ۲/۲۴۹، سکت عنہ ابو داؤد)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر لعنت ہے جو بیوی سے پانچانہ کے مقام میں ہم بستری کرے۔“

۲۱:- بلا عذر شوہر کو صحبت سے انکار کرنا

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مرد اپنی بیوی کو ہم بستری کی طرف بلائے اور بیوی (بلا کسی عذر کے) انکار کرے، جس کی وجہ سے شوہر غصہ ہو کر سوجائے تو ایسی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔“ (صحیح البخاری، ۴/ ۱۱۶)

۲۲:- حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا

”حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اپنے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا

جس غلام اور باندی نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، اس پر قیامت تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“ (سنن ابی داؤد، ۴/۳۳۰)

۲۳:- لوگوں کی ناپسندیدگی کے باوجود امام بننا

۲۴:- بیوی کا خاوند کو ناراض کر کے سونا

۲۵:- اذان کی آواز سن کر جواب نہ دینا

”حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے:

۱:- ایک وہ شخص جس کو لوگ (کسی معتبر وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں اور وہ ان کی امامت کرائے۔

۲:- وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔

۳:- تیسرے وہ آدمی جو ”حی علی الفلاح“ کی آواز سنے اور جواب نہ دے۔“ (تحفۃ الاحوذی)

تشریح: امام سے متعلق مذکورہ حدیث کا حکم اس وقت ہے جب لوگ کسی دینی وجہ سے مثلاً: اس کی بدعت، جہل یا فسق کی وجہ سے ناپسند کرتے ہوں، لیکن اگر ان کی ناپسندیدگی کسی دنیوی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ہو تو یہ حکم نہیں۔

اذان کا جواب دو طرح کا ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ اذان کی آواز سن کر مسجد کی طرف چل دیا جائے، اسے اجابت بالقدم کہتے ہیں اور یہ واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ زبان سے مؤذن کی طرح الفاظ کہے جائیں، اسے اجابت باللسان کہتے ہیں اور راجح قول کے مطابق یہ مستحب ہے۔ یعنی جو آدمی اذان سننے کے بعد کسی معتبر عذر کے بغیر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے حاضر نہ ہو، اس پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

۲۶:- بد نظری کرنا

”عن عمرو مولی المطلب أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن الناظر

والمنظور الیه (یعنی إلى عورة)۔“ (المرسیل لابی داؤد، ص: ۳۳۰)

”حضرت عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (غیر محرم کی طرف) دیکھنے والے اور جس کی طرف

دیکھا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے (یعنی وہ عورت جو بے پردہ ہو اور بد نظری کا سبب بنے)۔“

۲۷:- نوحہ کرنا اور سننا

”حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔“ (سنن ابی داؤد، ۳/۱۹۴)

۲۸:- گریبان چاک کرنا اور واویلا کرتے ہوئے موت مانگنا

”عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رسول الله صلي الله عليه وسلم لعن الخامسة وجهها،

والشاقة جبيها، والداعية بالويل والثبور۔“ (سنن ابن ماجہ، ۵/۱۰۵)

”حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی، اپنا گریبان چاک کرنے والی، اور واویلا اور موت مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔“

۲۹:- راستہ یا سایہ دار جگہ میں پیشاب و پائے خانہ پھیلانا

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستے پر پاخانہ پھیلا یا، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔“ (کنز العمال)

”اتقوا اللاعنين الذي يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم۔“

(کنز العمال، ۵/۳۶۹، صحیح مسلم، ۱/۲۲۶)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایسی دو چیزوں سے بچو جو لعنت کا باعث ہیں: ۱:- لوگوں کے راستہ میں پیشاب کرنا، ۲:- لوگوں کے سایہ کی جگہ میں پیشاب کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو لعنت والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



مفتی محمد معاویہ اسماعیل

جامعہ اشرفیہ مان کوٹ

## بیٹی۔۔۔ جہنم سے چھٹکارے کا ذریعہ!

ابھی تین ماہ پہلے ہی راحیل کی شادی ہوئی تھی، وہ ابھی اس کی خوشی میں سرشار تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حمنہ کی شکل میں نیک صورت و نیک سیرت بیوی عطا فرمائی ہے، وہ اس خوشی سے ابھی باہر نکلا ہی نہیں تھا کہ حمنہ امید سے ہوگئی، راحیل اور اس کے والدین کی خوشی اس خبر سے دو بالا ہوگئی۔

وہ اس بات سے بے پناہ خوش ہوئے، اور راحیل کے والدین تو ابھی سے دبی دبی آواز میں وقتاً فوقتاً آپس میں اس بات کا تذکرہ بھی کرنے لگے کہ اللہ ہمارے بیٹے کو بیٹا عطا کریں، اللہ تعالیٰ ہمارے بیٹے کو پہلی اولاد میں تو بس وارث عطا کر دے، اس کے بعد اگر بیٹی بھی پیدا ہو جائے تو کوئی بات نہیں۔

خوش تو حمنہ بھی تھی، مگر جب بھی وہ راحیل کے والدین کی ایسی باتیں سنتی تو سوچ میں پڑ جاتی، اس کو ایک قسم کا خوف سا محسوس ہونے لگتا، وہ سوچتی بھلا بیٹی یا بیٹا کسی انسان کے بس میں ہے کیا؟ یہ تو اللہ کی مرضی ہوتی ہے جسے چاہے بیٹے دے جسے چاہے بیٹی دے، وہ کبھی یہ بھی سوچتی کہ اس کی ساس جو بیٹے بیٹے کی رٹ لگاتی رہتی ہیں، خود بھی تو یہ سوچیں کہ وہ بھی تو ایک عورت ہیں، مگر وہ یہ سوچ کر رہ جاتی کہ آج کون یہ چیزیں سوچتا ہے، کسی کی دل آزاری کی کون پروا کرتا ہے؟

ہر ایک اپنا الو سیدھا کرنے کے چکر میں رہتا ہے، حمنہ کو یہ سمجھنے میں بھی دیر نہ لگی کہ اس کے شوہر کی بھی یہی خواہش ہے کہ ان کا بیٹا پیدا ہو، جس کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً اس سے کرتا رہتا تھا، لیکن ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے، شادی کے ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک چاندی بیٹی عطا کی، راحیل کو بیٹا نہ ہونے کا دکھ تو ہوا لیکن چونکہ پہلی اولاد تھی، اس لئے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا موڈ تو ٹھیک ہو گیا، لیکن راحیل کے ماں باپ کا موڈ اس وقت جا کر تھوڑا سا ٹھیک ہوا جب وہ دوبارہ امید سے ہو گئی، اب اس کے والدین نے کچی امید باندھ لی تھی کہ اب تو بیٹا ہی ہوگا، لیکن اس بار بھی بیٹی ہی پیدا ہوئی، دو سال میں دو بیٹیاں۔

ایک دن تو راحیل نے بھی کہہ دیا کہ حمنہ اب تو میرا دل کرتا ہے کہ ہمارا ایک بیٹا بھی ہونا چاہیے، جو ہمارا وارث بنے، لیکن اس میں میں کیا کر سکتی ہوں؟ چاہتی تو میں بھی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹا عطا کریں، دعا بھی کرتی ہوں لیکن اولاد تو وہی ہوتی جو اللہ چاہتے ہیں، کسی کا زور تو اس میں نہیں ہے، حمنہ نے دھیمے سے انداز میں راحیل کو سمجھانے کی کوشش کی، راحیل اس کی بات سن کر چپ ہو گیا، کیونکہ وہ خود بھی اس بات کو سمجھتا تھا کہ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ تیسرے سال ان کے ہاں تیسری بیٹی کی ولادت ہو گئی، اب تو راحیل کو بالکل چپ ہی لگ گئی، وہ رات گئے دیر سے گھر آنے لگا، نہ تو اب وہ اپنی بیوی کا خیال کرتا تھا نہ ہی اپنی بیٹیوں کا، اب تو اس کی بڑی بیٹی تو تلی زبان میں بولنے بھی لگی تھی، اگر کبھی راحیل اس کے جاگتے میں آجاتا اور وہ اس کے پاس جانے کی ضد کرتی تو راحیل ہمیشہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ بنا کر لٹ جاتا۔

حمنہ بھی سمجھ جاتی کہ راحیل اس کو نہیں اٹھانا چاہتا، اس کا دل کٹ کر رہ جاتا مگر وہ بچاری کر ہی کیا سکتی تھی، وہ بھی رافعہ کو کہتی بیٹی آپ کے ابو تھکے ہوئے ہیں، سارا دن کام کرتے ہیں نا، آج تم سو جاؤ کل وہ آپ کو ضرور اٹھائیں گے بھی سہی اور چیز بھی لا کر دیں گے۔

امی! آپ روزانہ ایسا ہی کہتی ہیں، حالانکہ ابو نہ تو میرے لئے کوئی چیز لاتے ہیں اور نہ ہی مجھے اٹھاتے ہیں، رافعہ جب ایسی باتیں کرتی تو حمنہ کیلئے اس کو سنبھالنا نہایت مشکل ہو جاتا، آخر کار وہ اس کو یہ کہہ کر بہلاتی آپ کے ابو آج تھکاؤ کی وجہ سے چیزیں لانا بھول گئے ہیں، کل ضرور آپ کو چیز بھی لا کر دیں

گے، اٹھائیں گے بھی سہی، اب چپ کر کے سو جاؤ اور وہ بیچاری چپکے سے سو جاتی، پھر یکے بعد دیگرے ان کے ہاں چھ بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ہر بار راحیل اس امید سے ہوتا کہ اب تو بیٹا ہی پیدا ہوگا۔

جب ساتویں بار اس کی بیوی امید سے ہوئی تو اس نے ایک فیصلہ کیا، ایک پختہ فیصلہ! ”طلاق کا فیصلہ“ اس نے دل ہی دل میں طے کر لیا کہ اگر اب کی بار بھی بیٹی پیدا ہوئی تو وہ حمنہ کو طلاق دے دے گا، اس طرح ماں باپ بھی راضی ہو جائیں گے، کیونکہ اس کے ماں باپ بھی اس کو کب کا کہہ رہے تھے کہ بیٹا تم دوسری شادی کر لو، اس کو چھوڑ دو، انہوں نے کبھی یہ بھی نہ سوچا تھا کہ ان چھ بچیوں کا کیا بنے گا؟

شام کے وقت سوتے ہوئے وہ اس فیصلے پر عمل کرنے کی صورت میں پیش آنے والے مسائل پر غور کرتا ہوا جانے کب سو گیا، تھکاوٹ ہی اتنی تھی کہ وہ ابھی تک اس فیصلے پر عمل کرنے کی صورت میں پیش آنے والے تحفظات پر اچھی طرح غور ہی نہ کر سکا تھا۔

اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے، ہر طرف افراتفری کا عالم ہے، ہر بندے کو اپنی فکر ہے، کسی کو کسی کی کوئی پروا نہیں، اس کے ماں باپ جن سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا، جن کے حکم پر وہ حمنہ جیسی فرمانبردار خدمت گزار اور کفایت شعار بیوی کو بھی طلاق دینے پر تیار ہو گیا، پر جب اس کی نظر پڑی تو وہ اماں ابا کہتا ہوا ان کی طرف دوڑا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے ماں باپ نے اس کو اپنے ساتھ چھٹانا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔

اسی شش و پنج میں وہ ابھی مبتلا تھا کہ اس کا نام پکارا گیا اس کا حساب کتاب ہوا اس نے دیکھا کہ اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں، جن کے سبب اس پر جہنم واجب کر دی گئی، لہذا فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کو جہنم میں ڈال دو، انہوں نے اس کو پکڑا اور جہنم کی طرف لے جانے لگے۔

جب وہ اس کو لے کر جہنم کے پہلے دروازے پر پہنچے تو اس نے دیکھا کہ وہاں پر اس کی بڑی بیٹی رافعہ اس دروازے پر کھڑی ہے، اور وہ یہ دیکھ کر ہکا بکارہ گیا کہ اس کی وہ بیٹی جس کو کبھی اس نے بلایا تک نہ تھا، وہ فرشتوں کو اس دروازے سے اس کو جہنم میں ڈالنے سے روک رہی تھی، اور کہہ رہی تھی کہ میں تمہیں اپنے ابو کو اس دروازے سے جہنم میں نہیں ڈالنے دوں گی، فرشتے اسے لے کر دوسرے دروازے پر آئے تو وہاں اس کی دوسری بیٹی کھڑی تھی جو اس کیلئے جہنم میں جانے سے آڑ بنی اور اس کو اس دروازے سے جہنم میں

جانے سے روک دیا۔

اب وہ فرشتے اس کو لے کر جہنم کے تیسرے دروازے پر گئے، تو وہاں اس کی تیسری بیٹی کھڑی تھی جو وہاں پر آڑ بن گئی، اس طرح فرشتے اس کو جس دروازے پر بھی لیکر جاتے وہاں اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی کھڑی ہوتی، جو اس کا دفاع کرتی اور اس کیلئے جہنم میں جانے سے آڑ بنتی۔

غرض یہ کہ فرشتے اس کو جہنم کے چھ دروازوں پر لے گئے، مگر ہر دروازے پر اس کی کوئی نہ کوئی بیٹی رکاوٹ بنتی چلی گئی، اب ساتواں دروازہ باقی تھا، فرشتے اس کو لے کر جب اس دروازے کی طرف بڑھنے لگے، تو اس پر گھبراہٹ طاری ہو گئی، اور وہ یہ سوچ کر ہی ہلکان ہونے لگا کہ اس ساتویں دروازے پر میرے لئے کون آڑ بنے گا؟ اس کی توکل چھ بیٹیاں تھیں۔

اسے معلوم ہو گیا کہ جو نیت اس نے کی تھی وہ غلط تھی، وہ شیطان کے بہکاوے میں آ گیا تھا، انتہائی پریشانی اور خوف کے عالم میں اچانک اس کی آنکھ کھل گئی، اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا، صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں، اف خدایا یہ کیا ہوا؟ اگر واقعتاً میں مر گیا ہوتا تو میں تو اب تک جہنم کی آگ میں جل رہا ہوتا یہ سوچ کر ہی اس کو پسینہ چھوٹ گیا، وہ جلدی سے اٹھا جا کر وضو کیا اور نماز پڑھنے کی نیت سے گھر سے نکلنے لگا تو اس کو اچانک خیال آیا، اور وہ واپس مڑ گیا، اپنی بیوی کے کمرے میں گیا جہاں وہ اس کی چھ معصوم بچیوں کو اپنے سینے سے لگائے سو رہی تھی، اس نے جا کر ہلکے سے انداز میں اس کے پاؤں کو ہلایا، اور آواز دی حسنہ! حسنہ اچانک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور پھر راحیل کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئی، آآ آپ...؟؟؟ وہ سمجھی کہ وہ خواب دیکھ رہی کہ جس راحیل نے مسلسل بیٹیوں کی پیدائش کی وجہ سے کئی دنوں سے اس سے بات کرنا چھوڑ دی تھی اب وہ اس کو جگانے کیلئے آیا تھا۔

یہ صورت حال دیکھ کر راحیل مسکرا دیا، حسنہ اٹھو وضو کرو اور نماز پڑھو میں بھی نماز کیلئے جا رہا ہوں، تم گھر بیٹھ کر نماز کے بعد یہ دعا کرنا اور میں مسجد میں نماز کے بعد یہ دعا کروں گا کہ اللہم ارزقنا السابۃ اے اللہ ہمیں ساتویں بیٹی بھی عطا فرما، یہ کہہ کر وہ حسنہ کو حیرت زدہ چھوڑ کر مسجد کی طرف چلا گیا، اور حسنہ نے معصوم شکلوں کو نہایت ہی محبت سے دیکھا اور نماز کی تیاری کیلئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ابھی اس کو نماز بھی پڑھنی تھی اور خدا کا شکر بھی کرنا تھا کیونکہ اس کی دعائیں رنگ لے آئیں تھیں، حسنہ

کیلئے لمحے بھر میں ہر چیز خوشگوار بن چکی تھی، چند ہی دنوں میں اس کی مسلسل گرتی صحت بھی بہتر ہونے لگی، دن جو پہلے کاٹے نہیں کٹتے تھے اب وہ پرلگا کر اڑنے لگے، بچیاں بھی گھر بھر میں خوش خوش گھومتی نظر آتیں، جیسے موسم بہار میں پھولوں کے ارد گرد تتلیاں اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

راحیل بھی دفتر سے واپسی پر ہر بچی کیلئے اس کی من پسند چیزیں لانے لگا، ایک دن اچانک رات کے وقت حمزہ کو تکلیف شروع ہوگئی، راحیل جلدی سے گاڑی لے کر آیا اور فوراً ہی ہسپتال لے گیا، ابھی اسی وقت آپریشن کرنا پڑے گا، ڈاکٹر نے کہا تو راحیل نے ہاں کر دی۔

اب وہ راہداری میں ادھر ادھر چکر لگانے لگا، اور دعائیں مصروف ہو گیا کہ یا اللہ مجھے ایک اور بیٹی عطا کر دے تاکہ وہ میرے لئے جنم سے نجات کا ذریعہ بن جائے، تھوڑی دیر کے بعد اس کو آپریشن تھیٹر کی طرف سے آتے قدموں کی چاپ سنائی دی تو اس نے اپنی طرف ایک نرس کو آتے دیکھا اس کے ہاتھوں پر پسینہ آ گیا، مبارک ہو راحیل صاحب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے، یہ سنتے ہیں راحیل سجدے میں گر پڑا کہ یا اللہ اب اگر مجھے آپ ساتویں بیٹی دے دیتے تو بھی مجھے اس کی بیٹی سے بڑھ کر خوشی ہوتی۔

سجدے سے سر اٹھا یا تو اس نے نرس کو کہتے ہوئے سنا کہ اب آپ اپنی بیوی کو مل سکتے ہیں، راحیل چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا کمرے کی طرف بڑھا جہاں اس کی بیوی اس کے وارث کو اپنے پہلو میں سلائے اس کا انتظار کر رہی تھی، وہ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا، اور آ کر حمزہ کے قریب بیٹھ گیا، حمزہ نے دھیمی سی آواز میں کہا کہ آپ کو وارث مبارک ہو!

یہ سن کر راحیل کا سر شرم سے جھک گیا، حمزہ اب مجھے مزید شرمندہ نہ کرو، یہ صورت حال دیکھ کر حمزہ کے دل میں خوشی کے لڈو پھوٹنے لگے، اور مطمئن ہو کر اس نے آنکھیں بند کر لیں، ادھر راحیل بھی اپنا فیصلہ بدل چکا تھا، اب اس کو اس گھر میں مزید خوشیاں لانی تھیں، ہر ایک کے ساتھ کی گئی زیادتی کا حساب چکانا تھا، اس طرح ایک گھر کے آنگن میں دوبارہ خوشیاں بھر گئی تھیں۔



ضبط و ترتیب: لیتنق احمد نعمانی

رفیق شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

## حضرت مولانا فہیم صاحب کا جامعہ دارالتقویٰ کے اساتذہ میں بیان

3 اکتوبر بہ روز جمعرات شب جمعہ کے لیے جامعہ دارالتقویٰ کے اساتذہ کرام کا رائیونڈ جانا ہوا۔ جامعہ کے اساتذہ کرام کی ترتیبی نشست میں حضرت مولانا فہیم صاحب (مدظلہ العالی) کا خصوصی بیان ہوا۔ خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے فرمایا:

مدرس کے اندر دو صفات ضرور ہونی چاہیں، اگر وہ دو باتیں نہیں ہیں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوشش کر کے بھی میں اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا یا کوشش بھی نہیں کر سکتا تو اسے تدریس کے شعبہ میں نہیں آنا چاہیے، اس لیے کہ ان دو باتوں کے بغیر تدریس سے مدرس کی ذات کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ اپنی جگہ، لیکن اس سے طلبہ کرام کو جو نقصان پہنچے گا وہ اس قدر سنگین ہوگا کہ جس سے امت کا ایک بڑا طبقہ گمراہی کی راہ پر چل پڑے گا۔ وہ چیزیں کیا ہیں؟ (1) اپنے اساتذہ کرام کی محبت جو مدرس بننا چاہتا ہے، اس کے دل میں اپنے اساتذہ کی محبت ہو، ادب و احترام ہو، جن اساتذہ کرام سے اس نے الف سے لے کر بخاری شریف تک یہ ساری کتابیں پڑھی ہیں، خواہ صرف ہے، نحو ہے، اردو ہے، فارسی ہے، لکھائی ہے، املا ہے کچھ بھی ہے، منطق ہے، فلسفہ ہے، ریاضی ہے ان تمام اساتذہ کی محبت دل میں ہو، اساتذہ کی محبت کے بغیر ہمارے حاصل شدہ علم سے نہ ہمیں نفع پہنچے گا اور نہ ہماری ذات سے دوسروں کو نفع پہنچے گا۔ صاف اور سچی بات ہے،

اگر ہم اس کو نفع سمجھ رہے ہیں کہ ہمارا طالب علم نحو میں ماہر ہو گیا اور اس کو میں نے منطق میں کمال پر پہنچا دیا اور اس کو حدیث کی کتابیں یاد کروادیں اور اس کو مفتی بنا دیا یہ نفع نہیں، اس کو نفع تھوڑا ہی کہتے ہیں۔ یہ تو نقوش ہیں، نقوش کے لئے تو مستشرقین نے پتا نہیں کتنے بڑے بڑے ادارے کھولے ہوئے ہیں جا کر دیکھو! یورپ میں اکسفورڈ میں جاؤ! بخاری شریف! جا کر دیکھو! ان کی تقریریں، ان کی تقریر کے آگے ہماری تقریر پھینکی سی نظر آئے گی۔ ایمان سے عاری انہوں نے نقوش پر ایسی محنت کی۔ جو مدرس، معلم یا معلمہ اپنے دل میں اپنے اساتذہ کا احترام، ان کی قدر، ان کی محبت نہیں رکھ سکتا، یا نہیں رکھ سکتی ہے اس کو مدرس، معلم بننے کا کوئی حق نہیں، کیوں اپنا نقصان کرتے ہو؟ کیوں امت کا نقصان کرتے ہو؟ جس نے جن استادوں سے پڑھا ہے الف سے لے کر بخاری تک، جس استاد نے نورانی قاعدہ، بغدادی قاعدہ، اردو قاعدہ پڑھایا ہے وہ استاد ہے ان کے بغیر بخاری پڑھ کر دکھادیں۔ بنیاد کے بغیر عمارت کھڑی کر کے دکھاؤ، ہمارا حال کیا ہے؟ قاری صاحب آجاتے ہیں بچہ اندر آتا ہے کہ آپ کے استاد قاری صاحب آئے ہیں قاری صاحب کو کہو کہ آ رہا ہے، بے چارے قاری صاحب باہر کھڑے رہتے ہیں اور اگر خبر آجائے کہ شیخ الحدیث صاحب آئے ہیں۔ اوہ! سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگتا ہے کہ شیخ الحدیث صاحب آئے ہیں۔ شیخ الحدیث کے پاس پڑھنے کے قابل تو اس قاری صاحب کی وجہ سے ہوا، ورنہ شیخ الحدیث صاحب کو تم کیا سمجھتے؟ ہمارا اپنا حال یہ ہے کہ قاری صاحب کی وقعت اتنی ہی ہے، بچے کے قاری صاحب آجائیں ان کو باہر ہی بیٹھا دیتے ہیں اور اگر بچے کے مفتی صاحب آجائیں یا شیخ الحدیث صاحب تو ان کو سیدھا ڈرائینگ روم میں بیٹھائیں گے۔ اے سی والے کمرے میں، کیا ایسا نہیں ہوتا؟ یہ میں آنکھوں دیکھی بات بتا رہا ہوں۔ سنی سنائی نہیں مشاہدہ کی ہوئی بات، یہ الگ بات ہے کہ من جانب اللہ کسی استاد کی محبت دل میں کم ہوتی ہے اور کسی استاد کی محبت دل میں زیادہ ہوتی ہے۔ کسی استاد سے انسان زیادہ مانوس ہو جاتا ہے اور کسی سے کم۔ سب سے خطرناک جو بات ہے وہ یہ کہ کسی استاد کے متعلق دل میں میل نہیں ہونا چاہیے، کدورت، نفرت ہو یہ نہیں ہونا چاہیے، اگر دل میں کسی استاد کے بارے میں میل ہے تو اس علم سے فیض تو کیا، پتا نہیں کیا کیا خرافات نکلیں گے؟ ممکن ہے استاد کسی حال کی وجہ سے دینی اعتبار سے انحطاط میں چلے گئے

گراونٹ میں ہے، میرے استاد ہیں ان کا ذاتی فعل وہ جانے اور اللہ پاک جانے۔ اللہ پاک سے ان کا معاملہ ہے کہ وہ کن چیزوں میں مشغول ہو گئے۔ کن خرابیوں میں مبتلا ہو گئے، میرے تو وہ استاد ہیں۔

ہم اہل دیوبند تو اسلاف پرست لوگ ہیں، اپنے اسلاف کو دیکھ کر چلتے ہیں، قاضی عبدالقادر جھاوریاں سرگودھا والے، قاضی صاحب سے کسی نے کہا کہ فلاں کتاب میں یہ آیا ہے اور فلاں کتاب میں یہ کہا: چھوڑو! ہم تو اپنے بزرگوں کو جانتے ہیں۔ ہم نے صحابہ کرام نہیں دیکھے، ہمارے بزرگ جو بتائیں گے صحابہ کرامؓ کی بات ہم تو وہ لیں گے۔

حاجی صاحب، قاضی صاحب کے متعلق عجیب جملہ ارشاد فرماتے تھے۔ ”قاضی صاحب کی نگاہ وہاں تک پہنچ جاتی تھی، جہاں بڑوں بڑوں کی نگاہ نہیں پہنچ پاتی تھی“ اور قاضی صاحب ہمارے تبلیغ کے بزرگوں میں یکتا بقول حاجی صاحب کے: ”اپنے تبلیغ کے معمولات کی وجہ سے تصوف میں اور تصوف کے معمولات کی وجہ سے تبلیغ میں رتی برابر کی نہیں آنے دیتے تھے۔ یہاں تو تبلیغ والوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ برے نعوذ باللہ تصوف والے ہیں اور تصوف والوں کی نگاہ میں سب سے زیادہ کھٹکتے تبلیغ والے ہیں۔ دونوں طرف سے دھکم دھکا چل رہی ہے۔ میں چھوٹوں کی بات کر رہا ہوں۔ بڑوں کی نہیں۔ بڑے ایسے نہیں تھے، ہم نے یہ محاذ قائم کر لیا ہے۔ حاجی صاحب فرماتے، دوہی ہستیاں دیکھیں، 1 حضرت مولانا الیاس صاحب، 2 قاضی صاحب کہ ان کی تھکن نفل سے دور ہوتی تھی۔ ہماری تھکن چھ گھنٹے، آٹھ گھنٹے سونے سے دور ہوتی ہے۔ اس لیے قاضی صاحب فرماتے تھے کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو دیکھنا ہے ایک ہمارے مولوی صاحب یہاں بہت بیان کرتے تھے، ایک دن حاجی صاحب نے بلا کر فرمایا کہ کیا بیان کرتے ہو؟ کہا: قرآن وحدیث بیان کرتا ہوں، یہاں بھی ہمارے مولوی صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ بڑا شوق ہوتا ہے قرآن وحدیث سے عجیب عجیب واقعات بیان کرنے کا، لوگ کہیں گے کہ بڑی عجیب بات سنائی، بڑا عجیب قصہ بیان کیا۔

حاجی صاحب نے ان سے عجیب بات ارشاد فرمائی، فرمایا: ہم قرآن وحدیث کی وہ تعبیر بیان کریں گے جو حضرت مولانا الیاس صاحب، حضرت مولانا یوسف صاحب اور حضرت مولانا انعام صاحب نے بیان کیں۔ باقی نے جو کی سوکی، ہم تبلیغ کی لائن پر چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی جو تعبیرات ان حضرات

نے لی ہیں۔ ہم تو تبلیغ کی لائن میں ان ان کو ہی لیں گے۔ تبلیغ کے پلیٹ فارم میں، تبلیغ کے اجتماعات میں، تبلیغی سفر میں، ورنہ تو بہت سے علمائے کرام نے ہزاروں تفاسیر لکھیں ہیں، ہزاروں تعبیرات ہیں، اس لیے اپنے اساتذہ کرام کی محبت ہو بقدر محبت اللہ جل جلالہ ان اساتذہ کی روحانیت سے ہمیں فائدہ پہنچائیں گے۔ جب کبھی ہم پھنسے ہوئے ہوں گے جب کبھی ہم کسی مقام پر پھنس جائیں گے کہ کوئی کتاب پاس نہیں، کوئی بتانے والا نہیں مل رہا۔ انٹرنیٹ سب ختم ہو گئے پھنسا ہوا ہے، کیا کرے! تو جن جن اساتذہ سے محبت ہے ان اساتذہ کی محبت کی وجہ سے ان کی روحانیت متوجہ ہو جائے گی عالم ارواح کے ہم منکر نہیں ہیں۔ اس پر حاجی صاحبؒ ایک قصہ سناتے تھے۔ حضرت قاری طیب صاحبؒ افغانستان گئے پرانی بات ہے بادشاہ نے کہا کہ حضرت! وزراء میں بیان کریں اور بیان فارسی میں کرنا تھا، وہاں کی سرکاری زبان فارسی تھی، قاری صاحب کو فارسی آتی نہیں تھی پڑھنا لکھنا اور ہوتا ہے اور بات چیت اور چیز ہوتی ہے۔ فارسی میں بیان کریں تو کیسے کریں۔ اب پریشان ہیں کہ ارکان دولت سے بیان بھی کرنا ہے اور کرنا بھی فارسی میں ہے۔ اس پریشانی میں آنکھ لگ گئی، حضرت مدنیؒ کی زیارت ہو گئی، حضرت مدنیؒ کے چہیتے تھے، یہ حضرت قاری صاحبؒ حضرت مدنیؒ کے استاد کے استاد حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کے پوتے تھے، اس لیے حضرت مدنیؒ بھی خاص خیال رکھتے تھے، ان کو بھی حضرت مدنیؒ سے عشق تھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مدنیؒ کے شاگرد جن سے میں ملا ہوں، جن کے متعلق کتابوں میں پڑھا ہے، جس نے حضرت مدنیؒ سے پڑھا ہے، وہ مجنونانہ کیفیت میں حضرت مدنیؒ کا عاشق ہوتا تھا۔ ہمارے استاد حضرت مولانا جمشید صاحبؒ کو ہم نے دیکھا جب حضرت مدنیؒ کا تذکرہ آتا تھا تو وہ کیسے کرتے تھے؟ امیر جماعت اسلامی مرحوم قاضی حسین احمدؒ پتا ہے کیوں نام تھا حسین احمد؟ ان کے والد حضرت مدنیؒ کے عاشق تھے شاگرد تھے بیٹا پیدا ہوا استاد کے نام پر نام رکھ دیا۔ ایک اور صاحب ہیں کوئٹہ کے حافظ حسین احمد ان کے دادا حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے جب یہ پیدا ہوئے تو استاد کے نام پر اپنے پوتے کا نام رکھا۔ جب پیدا ہوئے تو حاجی عبدالوہابؒ کے پاس لائے کہ اس کو دم کر دیں، حاجی صاحب اس وقت کوئٹہ میں تھے۔

قاری طیب صاحبؒ کو خواب میں حضرت مدنیؒ کی زیارت ہو گئی۔ پوچھا کیوں پریشان ہو؟

قاری صاحبؒ نے سارا قصہ سنا دیا۔ حضرت مدنیؒ نے فرمایا، چلو اٹھو! بیان کرو! اب جناب قاری صاحبؒ فر فر فارسی بولنے لگے۔

حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے خاندان کے ایک بزرگ تھے مفتی الہی بخش صاحبؒ، آپ شاگرد تھے، شاہ عبدالعریز صاحب محدث دہلویؒ کے، یہ قصہ میں اس لیے سنا رہا ہوں کہ استاد کے ذاتی افعال کسی بھی طرح کے کیوں نا ہوں استاد شاگرد کا جو رشتہ ہے میرے ذمہ اس رشتہ کا احترام ہے، مفتی الہی بخش صاحبؒ ایک عظیم ہستی ہیں۔ حضرت مولانا انعام صاحبؒ فرماتے تھے جو حضور اکرم ﷺ کی محبت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ان کی لکھی ہوئی سیرت کا مطالعہ کیا کرے اور جو اللہ کی محبت چاہتا ہے تہجد کے وقت میں قرآن کو دیکھ کر پڑھے، مفتی صاحب ایک استاد سے منطق پڑھا کرتے تھے۔ وہ استاد منطق کے بڑے ماہر تھے اور دلی میں رہتے تھے اس لیے مفتی صاحب ان سے منطق پڑھنے جاتے تھے۔ اور دلی علم کا مرکز تھا لیکن وہ استاد صاحب ہر وقت نشے میں مست رہتے تھے اور رہتے عورتوں کے بازار میں تھے۔ 24 گھنٹے میں ایک مخصوص وقت تھا جس میں وہ ہوش میں آتے تھے، مفتی صاحب اس وقت کے انتظار میں رہتے تھے، جب ان کو ہوش آتا تو ان سے کتاب پڑھتے اور واپس چلے آتے۔ استاد کا ذاتی فعل کیا؟ اور مفتی صاحبؒ کی ہستی، اللہ اکبر! استاد کو لوگ جانتے بھی نہیں۔ مفتی الہی بخش صاحبؒ سے کیا فیض پہنچا لوگوں کو، اس خاندان کے سپوت ہیں حضرت مولانا الیاس صاحبؒ، ہمارے ظرف میں اتنی وسعت نہیں ہے، اس لیے استاد بنانے سے پہلے سوچ لیں کہ میں کس کو استاد بنا رہا ہوں، اگر استاد کا احترام نہیں کر سکتا تو پہلے ہی کنارے پر ہو جائے، استاد بنالیا اور پھر اندر ہی اندر کڑھتا رہے، پھر جب بن گئے استاد مدرسہ کی طرف سے اب مجبوری ہے، لہذا اب تکلف اس استاد کا ادب و احترام پیدا کرنے کی کوشش کریں، اگر استاد کی محبت نہیں ہے تو علم کی باریکیاں آپ پر کبھی نہیں کھلیں گی۔ دوسری چیز جو مدرس اور معلم کے لیے انتہائی درجہ کی ضروری ہے وہ اپنے شاگردوں پر شفیق بن کر رہنا اگر اپنے اندر شاگردوں کے لیے شفقت پیدا نہیں کر سکتا تو اس کو مدرس نہیں بننا چاہئے۔

اگر شاگرد غلطی کرتا ہے تو فوراً نگاہ اس کی طرف جاتی ہے، اپنی طرف نہیں جاتی، آج کے دن مجھ سے وہ کون سا عمل ہو گیا؟ جس کی وجہ سے شاگرد اس نافرمانی میں مبتلا ہوا۔ ہمارے سامنے ساری خامیاں اس کی

ہی ہوتی ہیں۔ اپنی پاک سازی ہوتی ہے، میں بہت پاک صاف ہوں اپنے 24 گھنٹے کے اعمال دیکھیں؟ دن میں مجھ سے کون سا عمل چھوٹا ہے۔ جب نادر شاہ نے دلی پر حملہ کیا اور خون کی ندیاں بہادیں تو مرزا مظہر جانِ جاناں کی خدمت میں لوگ پہنچے اور جا کر عرض کیا کہ حضرت نادر شاہ نے تو ظلم کی انتہا کر دی، اتنا خون بہا دیا! تو حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نے کیا جواب دیا؟ جانتے ہو! مرزا مظہر جانِ جاناں کون تھے؟ شہزادے تھے۔ شہزادے مغل شہزادے، عالمگیر کا تو نام سنا ہوا ہے۔ یہاں کافی مفتی حضرات بھی تشریف فرما ہیں، فتاویٰ عالمگیر تو پڑھی ہے نا؟ دیکھی تو ہے؟ حضرت اورنگزیبؒ کے خالہ زاد بھائی تھے اچھا اور آسان کر دیتا ہوں، تاج محل تو سنا ہوا ہے؟ یہ تو سب نے سنا ہوا ہے؟ وہاں کوئی عورت دفن ہے، یا مرد؟ عورت دفن ہے! ممتاز محل اسی کے نام پر ہے، تاج محل، شاہ جہاں کی بیوی کی بہن کے بیٹے ہیں مرزا مظہر جانِ جاناں، شہزادگی چھوڑ چھاڑ درویشی اختیار کر لی، سلسلہ نقشبندیہ پورا ہی نہیں ہوتا جب تک مرزا صاحب کا نام مبارک نہ آئے تو مرزا مظہر جانِ جاناں کے پاس یہ بات پہنچی کہ نادر شاہ نے یہ کیا کیا۔

چہ نادر نادر گنیشید شامت اعمال ما بصورت نادر گرفت

کیا نادر نادر کرتے ہو ہماری بد اعمالیاں ہیں جو نادر شاہ کی شکل اختیار کر گئی۔ مدرس ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم تمام عیوب سے مبرا اور پاک ہو گئے۔ نہیں بلکہ مدرس کا وہ کون سا عمل چھوٹ گیا جس کی نحوست طالب علم کے اس عمل کے ساتھ ظاہر ہوئی اور اس سے یہ جو کچھ ہوا اس پر سزا دینے سے پہلے اسے ڈانٹنے سے پہلے، اسے ڈنڈے لگانے سے پہلے، اسے کچھ کہنے سے پہلے فوراً اپنے آپ کو تو دیکھے! آج تیرے سے کیا کام ہو گیا؟ جس کی وجہ سے تیرے شاگرد نے یہ حرکت کی۔

حاجی صاحبؒ سناتے تھے کہ ایک بزرگ تھے اپنے شاگرد کو گھر بھیجا کہ جا کر میرے گھر سے سالن لے آؤ، شاگرد گیا اور چھوٹے سے پیالے میں گھر سے سالن لے کر چلا، راستے میں ٹھوکر لگی اور سالن گر گیا، ہمارا شاگرد ہوتا تو ہم کیا کرتے؟ پھر اگر کوئی قاری ہوتا تو چڑی اتار دیتا۔ شاگرد صاحب استاد جی کے پاس پہنچا اور واقعہ سنایا تو یہ الفاظ تھے جو حاجی صاحبؒ فرماتے تھے: ”معاف کیجئے گا آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہوئی معاف کیجئے گا“، ہم ہوتے دو لگاتے، اگر لگاتے نہ تو دو چار سناتے ضرور۔ میں نے ابھی نئی

گاڑی لی تھی لاہور سے راینونڈ تک ہی چلا کر لایا تھا۔ پرانی مسجد تھی محراب کے سامنے لاکر کھڑی کر دی ہمارا بریٹش گیانا کا ایک طالب علم وہ گاڑیوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا اور ان کو دھوتا وغیرہ تھا یہ گاڑیوں کا کام بھی جانتا تھا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا بنگالی طالب علم معاون بن کر کام کرتا تھا۔ گاڑی لاکر کھڑی کی تو یہ بنگالی طالب علم آ گیا اور کہا: استاد جی! چابی دے دیں میں نے سوچا شاید یہ صفائی وغیرہ کے لیے مانگ رہا ہے کیونکہ یہ اس کے ساتھ معاون بن کر کام کرتا تھا۔ پرانا مرکز دیکھا ہو تو آپ کے ذہن میں ہوگا، مسجد کی طرف منہ کر کے کھڑی کر دی پیچھے مطبخ تھا اور ایک آدھ کولر بھی لگا ہوا تھا۔ کچھ گاڑیاں وہاں بھی کھڑی ہوتی تھیں۔ میری گاڑی کا منہ اس طرف (محراب کی طرف) دم قبلہ کی طرف، اس بندہ خدا کو گاڑی چلانی آتی نا تھی، بالکل نئی گاڑی اس پر بیٹھ گیا اور بیٹھ کر سٹارٹ کی اس بنگالی طالب علم نے اور اس طرح کرنے لگ گیا جس طرح وہ دوسرا ماہر طالب علم کرتا تھا جس کے ساتھ یہ بطور معاون بن کر کام کرتا تھا، گاڑی جب پیچھے کی طرف بھاگی بجائے بریک لگانے کے اس نے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ پیچھے گئی، پیچھے ایک اور گاڑی کھڑی تھی وہ نئی تو نہیں تھی لیکن اچھی حالت میں تھی، جا کر اس کو زور سے مارا تو وہ گاڑی آگے مطبخ کی دیوار پر جا کر لگی وہ تو آگے پیچھے دونوں طرف سے خراب ہو گئی اور میری گاڑی پیچھے کی طرف سے۔ اسی دن میرے پاؤں میں پتھر لگا تھا اور موج آ جانے کی وجہ سے میں نے پاؤں میں پٹی باندھ رکھی تھی، حاجی صاحب کا چھوٹا سا کمرہ تھا اس میں پاؤں پھیلا کر بیٹھا ہوا تھا اور اگلے روز ہمارا ”اردن“ کا سفر بھی تھا، وہ جو دوسری گاڑی تھی اس کے صاحب آئے، جناب! غصہ میں بھرے ہوئے، چہرہ سرخ، غصہ نکالنا شروع ہوئے میں خاموشی سے سنتا رہا، جب ان کا غصہ ٹھنڈا ہوا وہ خاموش ہو گئے تو میں نے کہا! معذرت چاہتا ہوں، میری گاڑی سے آپ کی گاڑی کو جو نقصان ہوا آپ ٹھیک کروالیں جتنا بھی خرچہ ہوگا میں آپ کو دے دوں گا۔ نہیں آپ اس طالب علم کو بلائیں، میں نے کہا: اگر میں اس طالب علم کو لٹا کر ذبح کر دوں تو آپ کی اور میری گاڑی ٹھیک ہو جائے گی، نہیں آپ اس طالب علم کو بلائیں۔ میں نے کہا: اچھا میں اس کو یہاں بلا کر اس کی چمڑی اتار دیتا ہوں تو کیا آپ کی گاڑی یا میری گاڑی دونوں گاڑیاں ٹھیک ہو جائیں گی۔

جب دو تین دفعہ میں نے ایسا کہا تو پھر تھوڑے سے ٹھنڈے ہوئے پھر میں نے کہا کہ پتا نہیں

طالب علم کہاں چلا گیا۔ پتا نہیں ڈر کے مارے اس کو دست لگ گئے، میرے سامنے آئے تو میں اس کو کچھ سمجھاؤں ناں۔ اور غصہ کی حالت میں ویسے بھی طالب علم کو تنبیہ نہیں کرنی چاہیے، ہمارے حضرت مولانا نذر الرحمن صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت شاگردوں کو تنبیہ کرنا انتہائی نقصان دہ چیز ہے۔ فرماتے ہیں: تنبیہ جو ہے یہ آپریشن ہے اور آپریشن ماہر ڈاکٹر کرتا ہے انارژی ڈاکٹر نہیں کرتا اور غصہ کی حالت میں ماہر ڈاکٹر بھی اگر آپریشن کرنے لگے تو ہاتھ ادھر ادھر چلا جائے گا، اس لیے اگر استاد کو شاگرد کی کسی چیز پر غصہ آیا ہے تو پہلے وہ اپنے غصہ کو ٹھنڈا کرے، جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور غصہ ٹھنڈا کرنے کے جو جتن ہیں وہ آپ نے پڑھ رکھے ہیں کہ لیٹ جائے، بیٹھ جائے، پانی پی لے وغیرہ پھر بیٹھ کر سوچے کہ کتنی تنبیہ ہونی چاہیے، میں نے آپریشن کتنا کرنا ہے اور غصہ میں ہی ہاتھ اٹھتا ہے، آرام میں بھی کبھی اٹھتا ہے بھلا، وہ کہتے ہیں جی! غصہ میں طلاق دے دیا تھا، اچھا کوئی پیار سے بھی طلاق دیتا ہے محبوبہ صاحبہ! مجھے آپ سے بہت پیار ہے میں آپ کو طلاق دیتا ہوں، کوئی ایسے طلاق دیتا ہے؟ حضرت مولانا حمشید صاحب فرماتے تھے کہ تچی لمبی ہو چٹائی پر دس مارے اور ایک ہلکی سی جسم پر لگے اور حضرت مولانا ظاہر شاہ صاحب فرماتے تھے: تچی پتلی اتنی ہو کہ ایک ہلکی سی لگے تو ٹوٹ جائے جسم کو مرچ لگے، ہڈی اور گوشت کو کچھ نہ ہو جیسے چیونٹی کے کاٹنے سے کچھ ہلکا سا محسوس ہوتا ہے اور حضرت مولانا احسان صاحب (مدظلہ العالی) فرماتے ہیں: ”جو استاد رات کو اٹھ کر تنہائی میں اپنے شاگردوں کے لیے اللہ پاک سے نام لے کر دعا مانگ نہیں سکتا، اس کو مارنے کا کوئی حق نہیں، اس کی مار سے نقصان ہوگا، فائدہ کوئی نہیں“، اگر مارنے کو جی چاہتا ہے جیسے بعضوں کے اندر اٹھتی ہے ناک کچھ ہونا چاہیے تو جس طالب علم کو مارنے کو جی چاہتا ہے پہلے رات کو اٹھ کر اس کے لیے رو رو کر اللہ پاک سے مانگے پھر اسے مارے تو ان شاء اللہ وہ سب سے زیادہ آپ ہی کا گرویدہ اور عاشق ہوگا۔ یہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا حضرت مولانا احسان صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) نے جس جس کی خوب پٹائی کی ہے وہ انتہا ہی حضرت مولانا احسان صاحب کا دیوانا ہے۔

لہذا اگر ہم یہ دو صفات اپنے اندر پیدا کر کے چلیں گے تو اچھے مدرس اور معلم بنیں گے اور ہماری تدریس کے روحانی اثرات بھی ظاہر ہوں گے ورنہ تو تدریس سے نہ تو ہم کو فائدہ پہنچے گا اور نہ ہی ہمارے طلبہ

کو، اس کے ساتھ ساتھ تبلیغی اعمال کا بھی اہتمام ہو۔

حاجی صاحبؒ ہمیشہ خیر المدارس کے اساتذہ، علماء اور اکابر سے فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے اردگرد جتنے بے نمازی ہیں، ان کی پکڑ تم سے ہوگی ان کی پوچھ تم سے ہوگی۔ تم بخاری پڑھاتے ہو، مسلم پڑھاتے ہو اور تمہارے مدرسے کے اردگرد بے نمازی پھر رہے ہیں کبھی فکر کی ان کی تو جہاں جہاں ہمارے مدرسے ہیں وہاں پر پڑھا لینا، وہاں پر مشغول ہو جانا، علمی مشاغل میں لگ جانا یہ کافی نہیں بلکہ گرد و نواح کی فضا بدل جائے وہ ہمارے ذمے ہے اور شب جمعہ میں جہاں ہمارے طلبہ کرام جائیں ہمیں بھی اس میں بھرپور شرکت کرنی چاہیے۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کے ہاں تشریف لے گئے۔ مفتی صاحب تنخواہ وغیرہ نہیں لیتے تھے، ٹوپی بناتے اسی پر اپنا گزر بسر کرتے تھے اور مہمان آجانے پر خود آٹا گوند کر روٹی بناتے اور چائے بناتے سب کام اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے حالانکہ مفتی اعظم تھے، مذاہب اربعہ کے ماہر مفتی، برصغیر میں اگر کوئی مفتی گزرے ہیں تو مفتی کفایت اللہ صاحبؒ ہیں، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ چند ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لے گئے یہ درخواست کرنے کے لیے کہ حضرت اگر طلبہ شب جمعہ میں جماعتوں میں چلے جایا کریں تو مفتی صاحب نے جواب فرمایا: نہیں نہیں بھائی الیاس ایک وقت میں ایک کام ہوتا ہے آٹا گوند ہتے جاتے اور بات کرتے جاتے، حضرت مولانا الیاس صاحب کو بھائی الیاس کہا کرتے تھے۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے پھر عرض کیا کہ اگر یہ طلبہ جمعرات کی چھٹی میں بستوں میں چلے جایا کریں، نہیں نہیں بھائی الیاس ایک وقت میں ایک ہی کام ہونا چاہیے، آپ نے ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، چار دفعہ، پانچ دفعہ، چھ دفعہ سے بھی زیادہ دفعہ کہا آخر میں مفتی صاحب نے فرمایا بھائی الیاس آپ نے کیوں تکلیف کی اگر ایک رقعہ لکھ کر بھیج دیتے تو تعمیل حکم ہو جاتی۔

اس لیے جتنا ہمارا رجوع الی اللہ ہوگا طلبہ پر اس کا اتنا ہی اثر ہوگا، جب ہمارے استاد پر حال آیا پریشانی آئے، کوئی تکلیف آئی کوئی غم آیا تو انہوں نے کیا کیا؟ وہ تو ہمارے عمل کو دیکھیں گے اس لیے ایسا نہیں کہ جمعرات کو طلبہ تو جائیں جماعتوں میں اور اساتذہ کرام کریں چھٹی کہ ہم تو اساتذہ ہیں اگر ان دو صفات کو اپناتے ہوئے تبلیغی معمولات کے ساتھ تدریس کریں گے تو ان شاء اللہ رنگ لائے گی اور حقیقتاً

ہم اپنے طلبہ کو فیض پہنچا سکیں گے۔

نماز کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے حضرت نے انہی باتوں پر اکتفا کرتے ہوئے بیان کو ختم کیا۔

واخر دعوانہ ان الحمد للہ رب العالمین۔



## فراستِ ایمانی

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ علیہ کو قدرت نے بصیرت سے نوازا تھا آپ کے زمانے کے بڑے بڑے اہل علم اور اولیاء اللہ آپ کے علم و عمل اور فراستِ ایمانی کے قائل تھے۔ آپ کے سوانح نگار ہمیں بتاتے ہیں کہ ایک پریشان حال شخص حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا تم کو بیعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے میں بیعت نہیں کر سکتا۔ وہ رونے لگا، لیکن آپ نے اس کو مجلس سے اٹھا دیا اور اب اس نے آپ کے خدام سے رو رو کر خوشامدی کرنا شروع کیں اور کہا کہ آپ لوگ میرے حال پر رحم کریں میری سفارش کر دیں کہ حضرت مجھے بیعت فرمائیں، اس کی حالت زار دیکھ کر سفارش کرنے والوں نے اس کی سفارش بھی کر دی، مگر حضرت گنگوہیؒ کو اقرار میں نہ بدلاوا سکے اور یہی فرمایا کہ میرے گھر سے اس کا کھانا نہیں آئے گا۔ اس کو یہاں سے نکال دو، اس کے باوجود وہ شخص نہایت بے تابی کے ساتھ اپنی تمنا اور آرزو کا لوگوں سے اظہار کرتا رہا اور بسا اوقات روتا رہتا تھا۔ اس کی اس حالت پر تمام متوسلین کو ترس آجاتا تھا، حتیٰ کہ آپ کے ایک مقرب ترین خادم نے اس کو اپنے گھر پر ٹھہرایا اور اس کو بیعت کرانے کا وعدہ کیا، لیکن وہ اپنی سفارش میں کامیاب نہ ہو سکے بلکہ زجر و توبیخ کا سامنا کرنا پڑا، تب ان کے دل میں کھٹک پیدا ہوئی اور اس کا راز جاننے کی کوشش کی، وہ ایک کتاب جزدان میں رکھ کر ہمیشہ اپنی گردن میں لٹکائے رہتا تھا۔

ایک دن اس کو کتاب میں کچھ لکھتے ہوئے دیکھ لیا، جب اس شخص کی نظر ان پر پڑی تو جلدی سے کتاب بند کر کے جزدان میں ڈال لیا اور گردن میں جمائل کر لیا، میزبان کا شک قومی ہو گیا، جب وہ ایک دن بے خبری کی نیند سو رہا تھا تو بہت آہستگی سے اس کی جزدان نکالی اور کتاب کھول کر دیکھی، تو وہ کتاب نہیں وہ اس کی ذاتی ڈائری تھی جس میں وہ روزمرہ کی یادداشت لکھا کرتا تھا۔ اس میں اس نے افسران بالا کو جواب تک رپورٹیں بھیجی تھیں اس کا بھی اندراج تھا، ان تمام حقائق کا انکشاف ہوا تو ان کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی، وہ محکمہ سی، آئی، ڈی کا آدمی تھا، وہ حضرت گنگوہیؒ کی ذکانت و فطانت پر حیرت زدہ رہ گئے اور انکار بیعت کی وجہ از خود سمجھ میں آ گئی۔ (مولانا رشید احمد گنگوہی مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی دیوبند، ص: ۱۸۴)

## ہمسایہ کے حقوق

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اور نبی آخر الزماں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیمات میں متعدد جگہ تمام انسانوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور تمام انسانوں کے حقوق کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ کوئی مسلمان کسی کا حق غصب نہیں کر سکتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور رب ذوالجلال نے تمام انسانوں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیا ہے چنانچہ سورہ نساء میں ماں باپ، رشتہ دار، یتیموں، محتاجوں، ہمسایوں، مسافروں، خادموں وغیرہ کے حقوق کی ادائیگی پر توجہ دلائی گئی ہے۔ آج کل معاشرے میں بندوں کے حقوق کی طرف سے لاپرواہی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ پریشانی، تنگ دلی، تنگ نظری، افلاس اور خود غرضی وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اولاد ماں باپ کی نافرمانی کر رہی ہے۔ ماں باپ اولاد کے رویے سے بیزار ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ خویش و اقارب ایک دوسرے کے حق میں سانپ اور بچھوؤں کے مانند ہو گئے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی سے نالاں ہے اہل شہر ایک دوسرے کے شاکہ ہیں۔ غرضکہ دنیا میں ہر جگہ معاشرہ افراتفری کا شکار ہے حالانکہ اسلام نے ہمیں ایک ایسا مربوط معاشرتی نظام دیا ہے کہ جس پر چل کر ہماری زندگی نہایت خوشگوار بن سکتی ہے۔

ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں سورہ نساء کی ایک آیت میں مذکور ہے۔ تم اپنے پاس والے پڑوسی

کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو اور دور والے پڑوسی کے ساتھ بھی (سورۃ النساء آیت نمبر 36) پاس والے پڑوسی سے مراد وہ ہے جس کا گھر آپ کے گھر کے پاس ہو یا نسب میں قریبی ہو یا جو دین کے اعتبار سے قریبی ہو۔ اور دور والا وہ ہے جس کا گھر فاصلے پر ہو۔ مگر محلہ ایک ہی ہو۔ جو پڑوسی رشتے دار نہ ہو یا دین میں شریک نہ ہو، اس سے معلوم ہوا کہ اگر اہل حقوق کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کیا جائے۔ البتہ مسلمان کا حق اسلام کی وجہ سے ان سے پہلے درجے میں ہوگا۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی تین طرح کے ہیں۔ 1- ایک پڑوسی وہ ہے جس کے تین حق ہیں (الف) یعنی پڑوسی ہونے کا حق (ب) رشتہ دار ہونے کا حق (ج) اور اسلام کا حق۔ 2- اور ایک پڑوسی وہ ہے جس کے دو حق ہیں (الف) یعنی پڑوسی ہونے کا حق (ب) اور مسلمان ہونے کا حق۔ 3- تیسرا پڑوسی وہ ہے جس کا صرف ایک ہی حق ہے یعنی صرف پڑوسی ہونے کا حق اور وہ مشرک یا اہل کتاب ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ہمسایہ کا ایک حق محض انسان ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اگرچہ وہ اس کا ہم مذہب و ہم خیال نہ بھی ہو۔ اور کوئی قرابت بھی نہ رکھتا ہو۔ اس کے بعد جس قدر قرابتیں زیادہ ہوتی جائیں گی اس قدر اس کا حق دوسرے سے فائق ہوتا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے دو ہمسائے ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کی طرف ہدیہ بھیجوں؟ (یعنی جب ایک ہی کی طرف بھیجنا ہو۔) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو تیرے مکان کے زیادہ قریب ہے اس کو بھیج۔ اس کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔ ہمسائے کے حقوق میں کثرت سے احادیث مبارکہ آئی ہیں جن سے ان کے حقوق کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے، یہاں تک میں نے گمان کیا کہ وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔ اس مبارک حدیث کو امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک کے ہاں اچھا دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں سے اچھا ہو اور اچھا ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسائیوں سے اچھا ہو۔ حضرت ابو زرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو

سالن پکائے تو اس میں شور بہ زیادہ کر لیا کرو اور اس سالن سے اپنے ہمسائے کی خبر گیری کیا کر۔ اور جو لوگ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے بلکہ ان کو ستاتے ہیں، ان کے بارے میں احادیث مبارکہ میں سخت تنبیہ آئی ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم شریف کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم وہ ایمان دار نہیں، اللہ کی قسم وہ ایمان دار نہیں، اللہ کی قسم وہ ایمان دار نہیں تین مرتبہ یہی الفاظ آپ ﷺ نے دہرائے۔ سوال کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون شخص ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں۔ بہت سے لوگوں کے پڑوسی بھوکے سوتے ہیں اور وہ خود خوب سیر ہو کر سوئے ہیں ان کو ہمسائے کی کوئی خبر نہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں اپنی نماز روزہ اور خیرات کی کثرت کے باعث مشہور ہے مگر وہ اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے تکلیف پہنچاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمسائیوں کا ایک دوسرے پر کس قدر حق ہے۔

ہمسائیوں کے حقوق کئی طرح کے ہیں۔ مثلاً یہ کہ اس کے ساتھ احساس کرے اور رعایت سے پیش آئے۔ اس کے بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔ کبھی کبھی اس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے۔ خاص طور پر جب پڑوسی اتنا غریب ہو کہ فاقہ تک نوبت پہنچ جاتی ہو۔ تو اس کو کچھ نہ کچھ کھانا ضرور دیا کرے اس کو تکلیف نہ دیں بلا وجہ معمولی باتوں میں اس سے رنج و تکرار نہ کرے۔ اگر کوئی ہمسایہ غیر مسلم ہو تو اس کے بھی حقوق ہیں مثلاً یہ کہ بلا تصور کسی کو جان و مال کی تکلیف نہ دیں۔ اس کے ساتھ بدزبانی نہ کرے اگر کسی کو مصیبت یا فاقہ یا بیماری میں مبتلا دیکھے تو اس کی مدد کرے، کھانا وغیرہ دے۔ علاج معالجہ کرادے۔

جس طرح شہر و بستی میں ہمسایہ ہوتا ہے۔ اس طرح سفر میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی سفر میں روانہ ہوتے ہی جو اس کا رفیق سفر ہو یا راستے میں اتفاقاً اس کا ساتھ ہو گیا ہو تو اس کے حقوق بھی آبادی کے ہمسائے کی طرح ہیں۔ اس کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دے۔ ریل گاڑی یا موٹر وغیرہ پر سوار ہوتے وقت اس کو آرام پہنچائے وغیرہ وغیرہ۔ بعض ہمسائے نادار، غریب یا محتاج ہوتے ہیں۔ محتاج ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ نہ وہ خود کما سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی کمانے والا ہوتا ہے۔ پس وہ لوگ رب

کے بھروسے پر پڑے ہوئے ہیں جیسے یتیم معصوم بچے جن کا کوئی وارث نہیں۔ بیوہ جس کا کوئی سہارا نہیں، عاجز جو کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں ہے، اس قدر بوڑھا ہو چکا کہ خود محنت مزدوری نہیں کر سکتا، مسکین، بیمار کمانے کے قابل ہی نہیں رہا، اپنا بچ کسی حادثے کی وجہ سے اس حال کو پہنچ گیا کہ اب دوسروں کی طرف دیکھنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے، وغیرہ۔ ان کے اور بھی زائد حقوق ہیں وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے تو مال سے ان کی خدمت کرے اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کا کام کر دیا کرے۔ ان لوگوں کی دل جوئی اور تسلی کرتا رہے اور جہاں تک ہو سکے ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرے اور اگر ان اہل حقوق کے کسی حق کی ادائیگی میں کچھ کمی ہوگئی ہو تو اس کو پورا کرے یا ان سے معاف کرائے اور آئندہ اس بات کا خیال رکھا کرے کہ کوئی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ ہمیشہ ان کے حق میں دعائے خیر کرتا رہے۔ اگر اس کے پڑوسی کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہو یا حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوئی ہو تو اس کو معاف کر دے۔ اس میں بہت ثواب ہے خاص کر جب کوئی شخص منت سماجت کر کے معافی چاہے تو معاف کر دینے میں بہت ہی ثواب ہے اور اس کا اجر ہر حال میں اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ جو روز قیامت کام آئے گا۔

اگر ہر شخص اس ذمہ داری کو محسوس کرے اور اپنے ہمسائے کے حقوق کا پوری طرح خیال رکھے اور انفرادی احساس کے ساتھ اگر ہر محلے والے اپنے اپنے محلوں میں اجتماعی تنظیمیں قائم کر کے اہل محلہ اور ہمسائیوں کے لیے کام کریں تو ہمارے معاشرے کی اصلاح ہو کر نہایت پرسکون ماحول پیدا ہو سکتا ہے اور ہماری زندگی آرام و راحت میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ہم دین و دنیا کی سعادت سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ہمسائیوں کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی۔ اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔ ہمسائے کے حقوق کے متعلق آپ ﷺ کی اتنی سخت ہدایت سے ہمسائے کے حقوق کے متعلق اس کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہر چھوٹے بڑے گناہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔



لئیق احمد نعمانی

رئیق شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

## کرتار پور کوریڈور قادیان سلطنت کی طرف اہم قدم

قادیانیت کے ناسور نے ایک بہت بڑی پیش قدمی کی ہے اور کرتار پور کا بارڈر کھلوا کر ہندوستانی اور پاکستانی قادیانیوں کے باہمی تعلق کو مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانی پروگرام کو آگے بڑھانے کا ایک اہم سنگ میل عبور کیا ہے، ہندوستان کے قادیانیوں کا پاکستان اور پاکستان کے قادیانیوں کا ہندوستان سفر کی مسافت میں کمی کے باعث آنا جانا آسان ہوگا تو ہر آدمی جماعت کے منشور سے وابستہ اور ہم آہنگ رہے گا۔ چنانچہ ہمیں بحیثیت مسلمان ان چیزوں کو سوچنا چاہیے اور حکمت عملی اختیار کر کے ان کا سدباب کرنا چاہیے نہ کہ ان کو سیاسی نظریات سے تعبیر کر کے نظر انداز کرنے لگ جائیں۔

1960ء میں آغا شورش کاشمیری صاحب نے ہفت روزہ میگزین ”چٹان“ میں لکھا تھا کہ: ”قادیان آنے اور جانے کا سفر دنوں کی بجائے منٹوں میں طے کرنے کے لیے سیالکوٹ کی تحصیل نارووال کے سرحدی گاؤں ”کرتار پور“ سے پاکستان انڈیا کا بارڈر کھلوانا ملعون مرزا قادیانی کی ”دقتلی امت“ کا سب سے بڑا خواب ہے اور اپنے اس مشن کی خاطر قادیانی ہرجتن اور سازش کریں گے۔

یہاں تک کہ سکھوں کے اوقاف کے نام پر واردات کی جائے گی اور یہ قادیان ابتداء میں مشرقی پنجاب (امرترس) میں سکھ سرداروں پر اپنی سامراجی دولت بلا دریغ نچھاور کریں گے جبکہ وقت آنے پر

پاکستان میں قادیان مفادات کے پہرے دار طاقت و حلقوں کو بروئے کار لاکر اپنا مشن پورا کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستانی حکومت نے جس سکھ کو کرتار پور بارڈر کا افتتاح کرنے کے لیے خصوصی دعوت دی ہے وہی سکھ، قادیانیوں سے ملاقاتیں کر رہا ہے اور ان کا ہم نوالہ بنا ہوا ہے۔

آج لاکھوں کی تعداد میں قادیانی اسرائیل میں موجود ہیں اور اسرائیل نے ان کو قادیان میں ریاست بنانے کی مدد اور وعدہ دیا ہے اور یہی اسرائیل کے تربیت یافتہ قادیانی مال و دولت کی بنا پر پاکستان کے اہم عہدوں تک جا پہنچے ہیں اور ہر وہ کام کروا رہے ہیں جو اسرائیل چاہتا ہے۔ اسی لیے آج پاکستان میں اسرائیل کو تسلیم کرنے اور اس سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے پر اسمبلیوں میں آوازیں گونج رہی ہیں۔

حضرت اقدس مولانا فضل الرحمن صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) نے اپنے ایک بیان میں فرمایا: ”پاکستان بنا 1947ء میں اور اسرائیل بنا 1948ء میں تو اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم نے اپنے پالیسی بیان میں کہا تھا ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول دنیا میں ایک نئی بھرتی ہوئی تخلیق کردہ پاکستانی مملکت کا خاتمہ ہے۔ اسرائیل، پاکستان کے خاتمے کو اپنی خارجہ پالیسی کی ترجیح اول قرار دے رہا ہے اور ہمارا وزیر اعظم اسرائیل کے تسلیم کرنے کو اپنی اولین ترجیح قرار دے رہا ہے۔ یہ ہے آج کے قائد اعظم کے وارث جو قائد اعظم کے نظریات کا حق ادا کر رہے ہیں۔“

چنانچہ قرآن پاک نے ان یہودیوں کے متعلق واضح فرمادیا: ”تم یہ بات ضرور محسوس کر لو گے کہ مسلمانوں سے سب سے سخت دشمنی رکھنے والے ایک تو یہودی ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو (کھل کر) شرک کرتے ہیں“

(آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی)

پاکستان میں پی ٹی آئی کی نئی حکومت بنتے ہی قادیانی مرزا عاطف کو مشیر بنایا جا رہا تھا جب اس کا راز فاش ہوا تو فوراً ہٹا دیا گیا۔

پاکستان میں اسرائیلی ریاست کو تسلیم کرنے اور قانون تو بین رسالت میں تبدیلی سے متعلق بار بار گردش کرتی خبریں بھی اسی ایجنڈے کا حصہ ہیں ایک طرف وزیر اعظم پاکستان کا ریاست مدینہ جیسے مقدس لفظ کا استعمال کر کے پاکستان میں ریاست مدینہ کے قوانین پر عمل درآمد کی یقین دہانی کروانا، ابھی حال ہی میں 12 ربیع الاول ”رحمۃ للعالمین کانفرنس“ کے موقع پر تقریر کے دوران وزیر اعظم نے پھر ملک کو ریاست

مدینہ کے اصولوں پر چلانے کا عزم ظاہر کیا ہے اور دوسری طرف قادیانی نوٹرک کو بے لگام چھوڑنا، اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں کرنا، قادیانی عبدالشکور کو رہا کرنا اور وزیر خارجہ ”شاہ محمود قریشی“ کا کرتار پور راہداری کی افتتاحی تقریب سے خطاب کے دوران 400 مندروں کا انتخاب کر کے ان کو از سر نو تعمیر کروانے کے عزم کا اظہار کرنا، یہ کھلا تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟

قادیانی لابی اور اعلیٰ عہدوں پر امریکی حکم پر لائے گئے خزانوں کے وزیر مشیر پاکستان کو گھسیٹ کر آئی ایم ایف اور قرض دینے والے عالمی اداروں تک لے جا رہے تاکہ پاکستان معاشی طور پر اس قدر مجبور ہو جائے کہ اسے اسرائیلی ریاست کو تسلیم کرنا پڑے اور بدلے میں پاکستان کو آئی ایم ایف سے قرضوں کی معافی، ملک کی معیشت کو سہارا اور اگلے کئی سال تک کی حکومت کی آفر کی جائے گی۔

معاشی طور پر پاکستان کے گھٹنے ٹیکنے کے لیے نہ صرف اندرون خانہ چالیں جاری ہیں بلکہ اچانک کشمیر کا مسئلہ چھیڑ کر فوجوں کی نقل و حرکت کو بھی شروع کر دیا اور اس نقل و حرکت میں رہنے کے لیے فوج کو وسیع پیمانے پر تیل اور ٹرانسپورٹ کی ضرورت پڑتی ہے، جس کی وجہ سے تیل کی قیمت میں اضافہ ہوا اور مہنگائی نے ملک میں قبضہ جما لیا۔ مہنگائی کنٹرول کرنے اور معیشت کو کچھ مستحکم بنانے کے لیے پھر سے قرضوں کی ضرورت پڑے گی اور نگاہیں آئی ایم ایف کی طرف اٹھیں گی۔

کشمیر کے مسئلہ پر حکومت وقت پر زور تقاریر تو کر رہی ہے، لیکن صرف تقاریر سے تو مسئلہ کا حل نہیں ہوگا، بلکہ ہمیں ایسی حکمت عملی اختیار کرنے کی ضرورت ہے جس سے کشمیر کے مسلمانوں کے لیے فوری طور پر کرفیو ختم ہونے کا حل نکل سکے اور وہ بھی سکھ کا سانس لے سکیں۔ یہ صرف پاکستان یا کسی اور ملک کے مسلمانوں کا فرض نہیں بلکہ اس موقع پر تمام مسلمان برادری کو ایک ہو کر کشمیریوں کے حق میں اور ان تمام مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے جو ناجائز اور ظلماً تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔

بہر کیف! کرتار پور کوریڈور سے قادیان کتنے دور ہیں یہ بھی سب کو معلوم ہے، اسرائیل کو تسلیم کرانے، قادیانیوں اور سکھوں کو پنجاب کی الگ ریاست بنا کر پاکستان کو دو ٹکٹ کرنے کی سازش چل چکی ہے اور یہ سب ان قادیانیوں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے ہے۔۔

آج بھی اعلیٰ حکومتی اور حساس عہدوں پر قادیانی لابی براجمان ہے اور اس لابی کی مخالفت کرنے والے علمائے کرام اور تنظیموں پر پابندی عائد کی جا رہی ہے۔

ہم ریاست مدینہ کا تصور دینے والی پارٹی کے ممبران سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذات میں بانی ریاست مدینہ میرے اور آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو اپناتے ہوئے ملک و ملت کے اندر ریاست مدینہ کے کلچر اور ان کے قوانین کو جاری کر کے یہ ثابت کریں کہ آپ لوگ اپنے وعدوں میں سچے ہیں اور اس ملک میں ریاست مدینہ کا نظام کیوں نہ نافذ ہو جبکہ یہ ملک بنا ہی دو قومی نظریہ پر اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ اور اسی واسطے ہمارے آباؤ اجداد نے قربانیاں دیں تھیں تاکہ ہماری نسلوں کے اندر اسلام اور اسلامی تشخص برقرار رہ سکے۔



## مذاق

حقیقت پسند لوگ ایسا ذومعنی مذاق کرتے ہیں، وہ مذاق بھی ہوتا ہے اور حقیقت بھی مگر اس مذاق میں آداب زندگی کا پورا لحاظ ہوتا ہے؛ چنانچہ ایسا مذاق جو حقیقت پر مبنی ہو احادیث کی کتابوں میں ملتا ہے۔ مثلاً ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سواری کے لئے اونٹ مستعار مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ میں تمہیں اونٹنی کا بچہ سواری کیلئے دے سکتا ہوں، وہ صاحب حیران ہوئے، تو آپ ﷺ نے یہ فرما کر ان کی حیرانی دور فرمادی کہ ہر اونٹ اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔

حضرت گنگوہی بھی ایسا مذاق کرتے تھے دیکھئے ایک واقعہ:

حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ علیہ سے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے یا ان کی موجودگی میں کسی نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ تنخیر کا عمل جانتے ہیں۔ فرمایا ہاں! جی تو میرے ہاں مولانا عبدالرحیم جیسے لوگ آتے ہیں۔ (ارواحِ ثلاثہ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند، ص: ۳۲۱)

## ”جہان دیدہ“ بیس ملکوں کا سفر نامہ

سفر نامہ وہ بیانیہ ہے جسے مسافر سفر کے دوران یا منزل پر پہنچ کر اپنے تجربات اور مشاہدات کی مدد سے تحریر کا جامہ پہناتا ہے اور اپنی گزری ہوئی کیفیات سے دوسروں کو واقف کراتا ہے۔ راہ میں پیش آنے والے اپنے تجربے، استعجاب اور اضطراب کو اس طرح سے قلم بند کرتا ہے کہ پڑھنے والے کے سامنے نہ صرف پوری تصویر آجاتی ہے بلکہ اس مقام سے متعلق تمام معلومات مع تفصیل اس کے علم اور آگہی میں اضافہ کردیتی ہیں۔ ”جہان دیدہ“ بھی ایسا ہی ایک سفر نامہ ہے جو شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ کے سفر ناموں کا پہلا مجموعہ ہے جو بیس ملکوں کے سفر کی تفصیل اور روئیداد پر مشتمل ہے۔ قبل ازیں آپ ان صفحات پر حضرت مفتی صاحب کا سفر نامہ ”سفر در سفر“ پڑھ چکے ہیں جسے قارئین نے بہت پسند کیا۔ اب قسط وار ”جہان دیدہ“ شائع کیا جا رہا ہے جو نہایت دلچسپ اور اپنے اندر بیش بہا معلومات کا خزانہ لئے ہوئے ہے، امید ہے قارئین پسند کریں گے اور یہ سلسلہ ان کے علم و عمل میں اضافے کا باعث بنے گا۔ ان شاء اللہ

### عراق

عراق کے ساتھ ہم مسلمانوں کو جو قلبی تعلق اور لگاؤ ہمیشہ رہا ہے وہ محتاج بیان نہیں، مدینہ طیبہ کے بعد عالم اسلام کا پہلا دار الحکومت عراق ہی میں قائم ہوا۔ دینی علوم کی جو مرکزیت حرین شریفین کے بعد اس خطے کو حاصل ہوئی وہ عالم اسلام کے کسی اور خطے کو نصیب نہیں ہو سکی۔ پھر بغداد صدیوں تک پورے عالم اسلام

کا سیاسی، علمی اور ثقافتی مرکز بنا رہا اور اس نے ہر شعبہ زندگی میں جو بے مثال شخصیتیں پیدا کیں وہ ہماری تاریخ کا سنہری باب ہیں۔

ان تمام وجوہ سے عراق دیکھنے کی خواہش تو مدت سے تھی، لیکن عراق کی وزارتِ اوقاف نے پچھلے دنوں اسلامی علوم کی وہ نادر و نایاب کتابیں شائع کی ہیں جو اب تک مخطوطات کی شکل میں تھیں اور پہلے کبھی طبع نہیں ہوئی تھیں۔ مثلاً، ”المجم الکبیر للطبرانی“ کا صرف حوالہ ہی دوسری کتابوں میں ملتا تھا۔ اصل کتاب دستیاب نہ تھی۔ عراق کی وزارتِ اوقاف اسے پہلی بار شائع کر رہی ہے اور بیچ کی چند جلدوں کو چھوڑ کر (جن کا مخطوطہ اسے دستیاب نہ ہو سکا) اب تک اس کی چھبیس جلدیں شائع ہو چکی ہیں، اسی طرح کی سو سے زائد کتابوں کا ذخیرہ وزارتِ اوقاف نے شائع کر دیا ہے۔ ان کتابوں کے حصول کا شوق عراق کے سفر کا فوری داعیہ بن گیا۔ اور مدینہ طیبہ میں ہمارے محب محترم جناب قاری بشیر احمد صاحب بھی اس سفر میں رفاقت کے لیے تیار ہو گئے۔

خیال یہ تھا کہ یہ سفر خالص نجی نوعیت کا ہوگا۔ لیکن اتفاق سے مکہ مکرمہ کی ”مجمع الفقہ الاسلامی“ میں عراق کے نمائندے ڈاکٹر محمد شریف صاحب (مستشار وزیر الاوقاف) کو میرے اس ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے اصرار کیا کہ ہم عراق کے اس سفر میں وزارت مذہبی امور کے مہمان بنیں۔ اپنی افتاد طبع کی بناء پر میں نے اس بات کو دوسری باتوں میں ٹلا دیا۔ لیکن بعد میں انہوں نے بتایا کہ وہ ٹیلیکس کے ذریعے وزارت کو میری آمد کے بارے میں مطلع کر چکے ہیں، اب ان کی میزبانی قبول کرنی ہی پڑے گی۔

چنانچہ 25 نومبر کی شام کو مغرب کے وقت ہم جدہ ایئر پورٹ سے عراق ایئر ویز کے طیارے میں سوار ہوئے۔ عراق جس افسوسناک جنگ میں مبتلا ہے، اس کی وجہ سے اپنی سیٹ تک پہنچنے سے قبل کئی جگہ تلاشی دینی پڑی۔ ہاتھ کا بریف کیس بھی اندرونی سامان میں بھجوادیا گیا۔ جنگ کی حالت میں اس کے جہازوں کی پروازوں کا جاری رہنا ہی غنیمت ہے، اس لیے یہ غیر معمولی احتیاطی اقدامات قابلِ تعجب نہ تھے۔

تقریباً دو گھنٹے کی پرواز کے بعد ہم بغداد ایئر پورٹ پر اترے تو وہاں کی وزارتِ مذہبی امور کے سیکرٹری، ڈائریکٹر تعلقات عامہ اور بعض دوسرے حضرات استقبال کے لئے موجود تھے۔ بغداد کا نیا ایئر پورٹ جو ”مطارِ صدام“ کہلاتا ہے، اپنی وسعت، حسن اور تعمیر و دکھائی اور رعنائی میں بعض مغربی ممالک کے ہوائی اڈوں کو مات کر رہا ہے۔ استقبال کے لئے آنے والے افسران نے ہوائی اڈے کے مراحل منٹوں

میں طے کر دینے اور بتایا کہ انہوں نے پہلے ہی سے ہمارے لیے رہائش، گاڑی اور ایک رہنما کا انتظام کر رکھا ہے۔ کسی دوسرے ملک کے نجی سفر میں اس قسم کے انتظامات یوں بھی ایک بڑی نعمت تھے، پھر ان میزبانوں نے جس محبت اور گرم جوشی کا مظاہرہ کیا، اس کے لیے پیش نظر اس میزبانی کو ٹھکانا مروت کے بھی خلاف تھا، اس لیے ان انتظامات کو شبی نعمت سمجھ کر قبول کر لیا اور بعد میں اندازہ ہوا کہ ان انتظامات کے بغیر اتنے مختصر وقت میں وہ کام ممکن نہ تھے جو اب ہو گئے۔

ہوائی اڈہ شہر سے کافی دور ہے، میزبانوں نے بغداد کے مشہور فائیو اسٹار ہوٹل ”مقدالرشید“ میں قیام کا انتظام کیا۔ یہ ہوٹل دراصل غیر جانبدار ملکوں کی سربراہ کانفرنس کے لیے بنا تھا، لیکن جب یہ کانفرنس بغداد میں منعقد نہ ہو سکی تو اسے تجارتی ہوٹل میں تبدیل کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کی تعمیر، رقبہ اور متعلقات عام فائیو اسٹار ہوٹلوں سے زیادہ وسیع کشادہ اور آرام دہ ہیں۔ اس کے ساتھ ملحق لان تو ایک مستقل پارک ہے جو شاید ایک مربع کلومیٹر میں پھیلا ہوا ہو۔

ہوٹل کی دسویں منزل پر قیام ہوا، یہاں سے بغداد کا نصف علاقہ نظروں کے سامنے تھا اور حد نظر تک بکھری ہوئی روشنیوں نے زمین پر تاروں بھرے آسمان کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ رات کافی گزر چکی تھی۔ بستر پر لیٹا تو ذہن بغداد کی تاریخ کے اوراق الٹنے لگا۔ اس سرزمین نے مسلمانوں کے عروج و زوال کی کیا کیا داستانیں دیکھی ہیں؟ یہاں علم و فضل کے کیسے کیسے پہاڑ نمودار ہوئے ہیں؟ علم و ادب کی کیسی کیسی محفلیں سبھی ہیں؟ ورع و تقویٰ کی کیا کیا مثالیں نقش ہوئی ہیں؟ اور آج بھی اس خاک میں ہماری جگہ گاتی ہوئی تاریخ کے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب روپوش ہیں؟ اللہ اکبر!

جب مسلمانوں نے عراق فتح کیا تو بغداد کوئی قابل ذکر شہر نہ تھا، کسریٰ کے زمانے میں دجلہ کے مغربی کنارے پر ایک چھوٹی سی بستی تھی، کہتے ہیں کہ کسریٰ نے ایک بت پرست غلام کو یہ علاقہ بطور جاگیر دیا تھا، وہ جس بت کی پرستش کرتا تھا، اس کا نام ”بلغ“ تھا، اس لیے اس نے کہا کہ ”بلغ داد“ (یعنی یہ علاقے مجھے بلغ نے دیا ہے) اسی لئے بہت سے علماء اس شہر کو بغداد کہا پسند نہ کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں کوفہ اور بصرہ جیسے شہر بسائے گئے۔ لیکن یہ علاقہ حسب سابق رہا۔ بنو عباس کے زمانے میں خلیفہ منصور نے کوفہ اور حیرہ کے درمیان ایک شہر ”ہاشمیہ“ کے نام سے بسایا، لیکن راندیوں کی بغاوت کی وجہ سے اسے اپنا مستقر نہ بنا سکا۔ کوفہ کی بغاوتیں تو مشہور ہی تھیں، اس لیے وہاں اسے دار الحکومت

بنانا پسند نہ تھا۔ بالآخر اس نے کوفہ سے موصل تک کا دورہ کرنے کے بعد دجلہ کے کنارے اس جگہ کو پسند کیا اور کہا کہ ”اس جگہ کے ایک طرف دجلہ ہے، یہاں سے ہمارے اور چین کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوگی، اور دوسری طرف فرات ہے، جہاں سے شام اور رقبہ کے ساتھ رابطہ رہے گا (مقدمۃ المعارف لابن قتیبہ) چنانچہ منصور کے لشکر نے دجلہ کے مغربی کنارے پر پڑاؤ ڈالا اور 146ھ میں اس کے حکم سے بغداد کی تعمیر مکمل ہوئی۔ منصور ہی نے اس شہر کا نام مدینۃ السلام رکھا۔ کیونکہ بغداد کے نام میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، شرک کا شائبہ تھا۔ اور یہ بھی عجائب میں سے ہے کہ یہ ”مدینۃ السلام“ صدیوں خلفائے اسلام کا دار الحکومت رہا، لیکن ان میں سے کسی کا اس شہر میں انتقال نہیں ہوا، صرف ہارون رشید کے بیٹے امین کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ بغداد میں قتل ہوا۔ لیکن خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں کہ درحقیقت وہ بھی بغداد میں قتل نہیں ہوا، بلکہ دریائے دجلہ میں تفریحاً کشتی رانی کرتے ہوئے شہر سے دور نکل گیا تھا، وہیں گرفتار ہوا، اور وہیں قتل کیا گیا۔ (تاریخ بغداد للخطیب ص 69، ج ۱)

رفتہ رفتہ بغداد مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور علم و فن کا وہ گہوارہ بنا کہ دنیا میں اس کی نظیر ملنی مشکل تھی۔ حسن و جمال، ترتیب و منسب اور تہذیب و ثقافت کے لحاظ سے یہ شہر اتنا دلکش تھا کہ امام شافعی جیسے متقی فقیہ اور بزرگ نے ایک مرتبہ اپنے شاگرد یونس بن عبدالاعلیٰ سے پوچھا کہ کیا تم نے بغداد دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں! تو امام شافعی نے فرمایا: ”پھر تو تم نے دنیا ہی نہیں دیکھی“ (الخطیب، ص 4، ج)

اس وقت بغداد دریائے دجلہ کے دونوں طرف آباد ہے، ابتداء میں خلیفہ منصور نے یہ شہر دجلہ کے مشرقی کنارے پر بسایا تھا۔ بعد میں اس کے بیٹے خلیفہ مہدی نے مغربی کنارے کو اپنی چھاؤنی بنایا اور رفتہ رفتہ وہ حصہ بھی شہر میں شامل ہو گیا اور مشرقی حصہ کرنخ اور مغربی حصہ رصافہ کے نام سے موسوم ہوا۔ ان دونوں حصوں کے یہی نام آج تک چلے آتے ہیں۔ ہماری تاریخ کے بہت سے نامور علماء ”کرنخی“ اور رصافی“ انہی حصوں کی طرف منسوب ہیں۔

اگلی صبح اتوار تھا، ناشتے کے بعد میزبانوں کے نمائندے عبدالرزاق صاحب (پروٹوکول آفیسر) ہوٹل پہنچ گئے۔ ہم نے سب سے پہلے حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت عبدالقادر جیلانی اور بزرگوں کے مزارات پر حاضری کی خواہش کی۔ انہوں نے سہولت کے لحاظ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مزار پر پہلے حاضری کا پروگرام بنایا۔

دن کی روشنی میں بغداد کی سڑکیں اور عمارتیں پہلی بار نظر آئیں، تو یہ بیسویں صدی کا ایک جدید شہر تھا، عمارتیں خوبصورت، سڑکیں صاف ستھری اور کشادہ، جاہے جاچورا ہوں پر بنے ہوئے پلوں اور زمین دوز راستوں نے ایک طرف ٹریفک کا مسئلہ بخوبی حل کر دیا ہے اور دوسری طرف راستوں کے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ صدر صدام حسین کے زمانے میں بغداد کو جو تمدنی ترقی ہوئی ہے اس نے شہر کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ منصور نے جب یہ شہر بسایا تو اس کا طول بھی دو میل تھا اور عرض بھی اور یہ دنیا کا پہلا شہر تھا جو دائرے کی شکل میں بسایا گیا۔ اور آج حال یہ ہے کہ اس کا ایک ایک محلہ بھی میلوں میں پھیلا ہوا ہے۔

جدید شہر کے مختلف علاقے یکے بعد دیگرے گرتے چلے گئے، یہاں تک کہ کار شہر کے قدیم حصے میں داخل ہو گئی۔ اور گلی کوچوں سے عہد گزشتہ کی بو باس آنے لگی۔ تھوڑی دیر میں گاڑی ایک نیم پختہ سڑک کے کنارے رک گئی۔ یہاں ایک عالیشان مسجد کی دیوار نظر آئی، برابر میں ایک گلی تھی اور مسجد کا دروازہ گلی میں کھلتا تھا۔ دروازہ قدیم شاہی عمارتوں کی طرح بڑا پر شکوہ تھا۔ یہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی مسجد اور ان کا مدرسہ تھا، جس کے ایک حصہ میں حضرت شیخ خود بھی آسودہ ہیں۔

یہ مسجد یہاں حضرت شیخ کے زمانے ہی سے قائم ہے اور اسی کی دیوار قبلہ کے پیچھے حضرت شیخ کا مزار مبارک ہے۔ وہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ دراصل ایران کے شمال کے مغربی صوبے گیلان میں پیدا ہوئے تھے جسے ویلم بھی کہا جاتا ہے لیکن اٹھارہ سال کی عمر تقریباً 488ھ میں بغداد تشریف لائے وار پھر اسی کو اپنا مستقل مستقر بنا لیا۔ اسے کہنے والے تو شاید اتفاق کہیں لیکن یہ یقیناً قدرت کی حکمت بالغہ کا نتیجہ تھا کہ یہی وہ سال ہے جس میں حضرت امام غزالی نے بغداد کو خیر باد کہا۔ گویا یہ شہر ایک مصلح سے محروم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ کی شکل میں فوراً ہی اسے دوسرا عظیم الشان مصلح عطا فرمادیا۔

یہ محلہ حضرت کا جہاں مزار ہے، قدیم زمانے میں بغداد کی فصیل کے قریب واقع تھا، اور اسے ”باب الازج“ کہتے تھے۔ حضرت شیخ جیلانی قدس سرہ کے استاذ و شیخ حضرت قاضی ابوسعید مخرمی نے یہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ بنایا تھا جو ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے سپرد کر دیا گیا۔ حضرت نے اسی مدرسے کو اپنے افادات کا مرکز بنایا اور یہیں درس و تدریس، تصنیف و افتاء اور وعظ و ارشاد کا سلسلہ جاری

فرمایا۔ یہاں تک کہ یہ ایک عظیم الشان مدرسہ بن گیا (المنتظم لابن الجوزی ص 219، ج 10) اس مدرسے کی شکل میں حضرت کا فیض آج تک جاری ہے۔

حضرت کے زمانے میں یہ مدرسہ مرجع خاص و عام تھا اور کیوں نہ ہوتا؟ یہاں آپ بہ نفس نفیس درس دیتے تھے۔ روزانہ ایک سبق تفسیر کا، ایک حدیث کا، ایک فقہ کا اور ایک خلافت کا بذات خود پڑھایا کرتے تھے، صبح اور شام کے اوقات میں تفسیر، حدیث فقہ اور نحو وغیرہ کے اسباق ہوتے تھے اور ظہر کے بعد حضرتؒ خود مختلف قراءتوں میں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ فتاویٰ کا بھی سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ عموماً شافعی اور حنبلی مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ص 109 ج)

امام شعرانی نے نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے قسم کھالی کہ وہ کوئی ایسی عبادت کرے گا کہ روئے زمین کا کوئی شخص اس وقت وہ عبادت نہ کر رہا ہو، اور اگر یہ قسم پوری نہ کر سکا تو اس کی بیوی کو تین طلاق، یہ سوال بغداد کے بہت سے علماء کے پاس گیا۔ عام طور سے علماء یہ سوال سن کر اسی نتیجے پر پہنچے کہ بظاہر اس شخص کے پاس طلاق سے بچنے کی کوئی صورت نہیں، کیونکہ ایسی عبادت کون سی ہو سکتی ہے جس کے بارے میں یہ یقین ہو جائے کہ روئے زمین کا کوئی شخص وہ عبادت نہیں کر رہا۔ آخر میں سوال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ اس شخص کے لئے حرم مکہ میں مطاف خالی کر دیا جائے اور وہ اس حالت میں طواف کرے کہ کوئی اور شخص اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔

حضرت کے بے شمار ارشادات و ملفوظات اتباع شریعت و سنت اور بدعات سے اجتناب کی تعلیم و تلقین پر شاہد عدل ہیں۔ آپ کے مواعظ سے متاثر ہو کر تقریباً ہر مجلس میں بیسیوں افراد تائب ہوتے تھے۔ امام شعرانی ہی نے حضرت کا یہ مقولہ نقل فرمایا ہے کہ ”ایک مرتبہ میرے سامنے ایسا عظیم الشان نور ظاہر ہوا جس سے سارا افاق بھر گیا۔ پھر اس میں سے مجھے ایک صورت دکھائی دی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر! میں تمہارا راب ہوں، میں نے آج سے تمہارے لئے تمام حرام کام حلال کر دیئے ہیں۔ میں نے فوراً کہا: ”مردود! دور ہو جا۔“ بس یہ کہتے ہی وہ نور اندھیرے سے بدل گیا اور وہ صورت دھواں بن کر ختم ہو گئی۔ پھر آواز آئی کہ ”اے عبدالقادر! تم میری چال سے اپنے علم کی بدولت بچ گئے ورنہ میں نے اس جیسی چالوں سے ستر اہل طریق کو گمراہ کیا ہے۔“ اس کے جواب میں میں نے کہا! کہ ”یہ سب (میرے علم کی بدولت نہیں بلکہ) محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بدولت ہوا۔“ (الطبقات الکبریٰ للشعرانی ص 109 ج)

مشائخ نے فرمایا کہ شیطان کا دوسرا حملہ زیادہ مکارانہ اور زیادہ سنگین تھا، کیونکہ پہلے وار سے بخوبی بچ جانے کے بعد اس نے حضرت کو ان کے علم کا حوالہ دے کر پندارِ علم میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں اس نازک حملے سے بھی محفوظ رکھا۔ اس قسم کے واقعات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو طریقت کے ساتھ ساتھ شریعت کا اور علوم باطنہ کے ساتھ ساتھ علوم ظاہرہ کا کس قدر اہتمام تھا۔ چنانچہ آخر وقت تک علوم دینیہ کی تدریس اور افتاء وغیرہ میں بذات خود مشغول رہے۔

درکنے جامِ شریعت درکنے سندانِ عشق  
ہر ہوسنا کے نہ داند جام و سنداں باختر

لیکن دوسرے بہت سے اولیائے کرام کے مزارات کی طرح شریعت و طریقت کے اس امام عالی مقام کے مزار پر بھی جاہلانہ عقیدت کے مظاہرے بدعات کی شکل میں نظر آئے۔ جس ذات والا صفات کی ساری زندگی اتباعِ شریعت کی تعلیم میں صرف ہوئی اس کے مزار مبارک پر یہ خلافِ شرع امور ان کے لئے کتنے تکلیف دہ ہوں گے؟ اس احساس سے دل پشمرہ رہا۔

مزار مبارک سے باہر نکل کر قریب ہی وہ مدرسہ آج تک قائم ہے جس کی بنیاد خود حضرت شیخ نے ڈالی تھی۔ اگلے دن بعد مغرب اسی مدرسے میں ایک مقدس بزرگ شیخ محمد عبدالکریم المدرس (حفظہ اللہ) کی زیارت بھی نصیب ہوئی۔ وہ حضرت شیخ امجد الزہاوی رحمۃ اللہ علیہ کے رفقاء میں سے ہیں۔ اور انہوں نے عصری جامعات کے ”ڈگری زدہ“ طریقے کے بجائے قدیم طریقے پر ماہر اساتذہ شیوخ سے علوم دینیہ کی تکمیل فرمائی ہے۔ ”ماجستیر اور دکتوراہ“ کے اس دور میں ایسے علماء کی قدر و قیمت پہچاننے والے بہت کم ہیں۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ علم دین کی جو خوشبو اور شریعت و سنت کی جو مہک اس بور یہ نشینوں کے پاس محسوس ہوتی ہے وہ عموماً یونیورسٹیوں کی عالی شان عمارتوں اور ان کے پر تکلف ماحول میں نظر نہیں آتی۔ اس لئے جہاں کہیں جانا ہوتا ہے ایسے علماء کی تلاش رہتی ہے۔

شیخ موصوف مدرس کے پہلو میں ایک سادہ فلیٹ میں مقیم ہیں۔ قدیم عربی طرز کی نشست، آس پاس کتابوں کے ڈھیر، دروازہ ہر آنے والے کے لئے کھلا ہوا۔ چہرہ ہمہ وقت گلاب کی طرح متنہم، باتوں میں بلا کی معصومیت، برجستگی اور بے تکلفی، نصنع اور دکھاوے سے کوسوں دور۔ پہلی ہی نظر میں زیارت سے دل باغ باغ ہو گیا۔

ڈاکٹر محمد شریف صاحب (مستشار وزارت الاوقاف) نے شیخ کو پہلے سے فون پر ہمارے آنے کی اطلاع کر دی تھی، اور شیخ یہ سن کر بہت مسرور تھے کہ ناچیز کو انہی پرانے طرز کے دینی مدارس اور ان کے علماء سے خادمانہ نسبت حاصل ہے۔ چنانچہ ابتدائی سلام و کلام کے بعد ان کا پہلا سوال مدارس کے نصاب و نظام سے متعلق تھا اور جب میں نے اپنی درسی کتب میں سے کافیہ، شرح جامی، شرح تہذیب، نور الانوار اور توضیح جیسی کتب کا نام لیا تو وہ تقریباً چیخ پڑے۔ اور وصیت فرمائی کہ اس قسم کی ٹھوس استعداد پیدا کرنے والے نظام تعلیم کو آپ کبھی نہ چھوڑیے کیونکہ ہم اس نظام کو چھوڑنے کے نتائج بد اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ساتھ ہی دوسری وصیت یہ کی کہ عراق جس جنگ میں مبتلا ہے اسے رہائی کیلئے دعائیں ہمیں فراموش نہ کریں، اور علمائے پاکستان سے بھی اس کے لئے دعا کروائیں۔

شیخ اصلاً کردی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے کردی اور عربی دونوں زبانوں میں بیسیوں کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ ان کی زیادہ تر تصنیفات کردی زبان میں ہیں۔ جنہوں نے کرد علاقوں میں دینی تعلیمات کی نشر و اشاعت کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا ہے۔ کردی زبان نہ سمجھنے کی بنا پر ان کتب سے استفادہ ہمارے لئے ممکن نہ تھا۔ اس لئے شیخ نے اپنی عربی کتابوں کا ایک سیٹ عطا فرمایا۔ ان میں سے ایک کتاب ”علماء نافی العراق“ عراق کے کردی علماء کا تذکرہ ہے جو تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسری کتاب ”علم عقائد“ پر ہے۔

شیخ سے رخصت ہو کر ہم مدرسے کے کتب خانے میں پہنچے، یہ کتب خانہ بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ ہی کا قائم فرمودہ ہے اور تقریباً چالیس ہزار کتابوں پر مشتمل ہے۔ اس کتب خانے کے صرف مخطوطات کا تعارف پانچ ضخیم جلدوں پر شائع ہوا ہے۔ علم کے اس سدا بہار گلشن سے استفادے کے لئے تو مہینے درکار تھے، لیکن مختصر وقت میں بہت سے نادر مخطوطات کی زیارت نصیب ہوئی۔ بہت سی نئی کتابوں کا پتا چلا۔ لیکن ان تمام مخطوطات میں ایک مخطوطہ دیکھ کر دل پر جو کچھ گزری، اسے حیطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ میں تفسیر کی ایک کتاب کا مخطوطہ دیکھ رہا تھا کہ ناظم کتب خانے نے اچانک ایک اور قلمی نسخہ میرے سامنے کر دیا اور اس طرف متوجہ ہونے کا مشورہ دیا، میں نے نظر اٹھائی تو یہ امام راغب اصفہانی کی ”مفردات القرآن“ کا ایک قلمی نسخہ تھا جس کے حروف جگہ جگہ سے اڑے ہوئے تھے جیسے کبھی ان پر پانی گر گیا ہو۔ ابھی میں اس نسخے کی کوئی خصوصیت دریافت نہ کر سکا تھا کہ ناظم کتب خانے نے اس کے ٹائٹل پر

لکھی ہوئی ایک عبارت کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ”اسے پڑھئے۔ میں نے پڑھا تو عبارت یہ تھی۔  
”لقد انتشلت هذا الكتاب من نهر دجلة بعد ان رماه التتر، وذلك سنة  
656 وانا الفقير اليه تعالى عبد الله بن محمد بن عبد القادر المكي۔

”میں نے 656 میں یہ کتاب دریائے دجلہ میں پڑی ہوئی پائی تھی، جب کہ اسے تاتاریوں نے  
وہاں ڈال دیا تھا، میں نے یہ کتاب وہیں سے اٹھالی تھی۔“ (فقیر عبد اللہ بن محمد بن عبد القادر مکی)  
اس عبارت نے ذہن میں ساڑھے سات سو سال پہلے کے دل گداز واقعات کی ایک فلم چلا دی۔  
تاریخ میں پڑھا تھا کہ تاتاریوں نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمانوں کی کتابوں سے دریائے دجلہ پر  
پل تعمیر کیا تھا اور کتابوں کی روشنائی سے دجلہ کا رنگ تک متغیر ہو گیا تھا۔ علم و حکمت کے کیسے کیسے خزانے اس  
وحشت و بربریت کی نذر ہوئے؟ ان کی تفصیل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن یہ قلمی نسخہ اس تاریخی واقعہ کی  
اصلیت کی آج بھی شہادت دے رہا ہے۔



## نیک بیوی

دنیا کا بہترین خزانہ نیک بیوی ہے :

قال فكبر عمر - ثم قال له : ألا أخبرك بخير ما يكتنز المرء؟ المرأة  
الصالحة ذا نظر ليها سرتة وذا أمرها أطاعته وذا غاب عنها حفظته - رواه أبو  
داود - (مشکوٰۃ ۱۵۶ ط: قدیمی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر! کیا میں  
تمہیں ایک ایسی بہترین چیز نہ بتا دوں جسے انسان اپنے پاس رکھ کر خوش ہو، اور وہ نیک بخت عورت ہے  
جب اس کی طرف مرد دیکھے تو اس کی طبیعت خوش ہو، جب وہ اسے کوئی حکم دے اس کی اطاعت کرے اور  
جب وہ گھر میں موجود نہ ہو تو اس کے بچوں کی حفاظت کرے۔

محمد فیصل حمید

شعبہ تصنیف و تالیف

جامعہ دارالتقویٰ لاہور

## سبق پڑھ پھر گرامر کا

پہلی قسط

## اردو کے رموز اوقاف

جس طرح دورانِ گفتگو ہم کہیں ٹھہر جاتے ہیں اور کہیں نہیں ٹھہرتے، کہیں کم ٹھہرتے ہیں تو کہیں زیادہ، اندازِ گفتگو کبھی سوالیہ ہوتا ہے تو کبھی بیانیہ، خوشی کے موقع پر خند و چشم کے زاویوں میں رونق اتر جاتی ہے اور رنج و الم کی بات کرتے ہوئے ہونٹ کپکپاتے ہیں اور آنکھیں ڈبڈبائے لگتی ہیں، غصے کے وقت نتھنے پھول جاتے ہیں اور ماتھے پر شکنیں ابھر آتی ہیں، ان تمام حالتوں کو مقصودی بات کے اظہار و بیان میں بڑا دخل ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی بات کرتے وقت اگر آپ پر اس کے مناسب حالت طاری نہیں ہوتی آپ کی بات اپنی اہمیت کھودیتی ہے، مثلاً: طالب علم کی کسی غلطی پر ڈانٹتے وقت اگر آپ چہرے سے ناراضگی کا تاثر نہ دیں تو آپ کی بات اپنے اہمیت کھودے گی، اور اگر ایسے موقع پر آپ مسکرا رہے ہوں تو آپ کا وقار مجروح ہوگا اور طالب علم کے ذہن سے آپ کا رعب و دبدبہ جاتا رہے گا۔

بالکل ایسے ہی تحریر میں بھی ان حالتوں کے لیے کچھ علامتیں مقرر رہیں، جن کا لحاظ رکھنا بات کا صحیح مفہوم ادا کرنے کے لیے از حد ضروری ہوتا ہے اور اگر انہیں نظر انداز کر دیا جائے یا انہیں بے محل استعمال کیا جائے تو مطلب کچھ سے کچھ ہو سکتا ہے۔

مثلاً: آپ یہ لکھنا چاہتے ہیں: ”اٹھو، مت بیٹھو“

لیکن اس فقرے میں ”اٹھو“ کے بعد اگر آپ سکتہ نہیں لگاتے تو یہ عبارت اس طرح بھی پڑھی جاسکتی

ہے: ”اٹھو، بیٹھو“ اور ظاہر ہے کہ یہ آپ کے مطلب کے بالکل خلاف ہے، تحریر میں مقرر شدہ ایسی علامات کو ”رموزِ اوقاف“ کہا جاتا ہے۔

اٹھارہویں صدی تک اردو زبان میں رموزِ اوقاف کا استعمال بالکل ناپید تھا، انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں فورٹ ولیم کالج کی شائع کردہ کتابوں میں جملوں کے اختتام پر ستارے کا نشان ملتا ہے، یہی نشان سرسید احمد خان کے ”تہذیب الاخلاق“ میں بھی نظر آتا ہے، زبانِ اردو میں سب سے پہلے الطاف حسین حالی نے ”یادگارِ غالب“ (۱۸۹۷ء) میں باضابطہ رموزِ اوقاف کی پابندی کی، یوں الطاف حسین حالی کو رموزِ اوقاف کو منضبط کرنے کے حوالے سے تقدم کا درجہ حاصل ہے۔

ان علامات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	علامت	اردو	عربی	انگریزی
۱	،	سکتہ (وقف خفیف)	الشوالة	Comma
۲	:	وقفہ	الشوالة المنقوطة	Seme colon
۳	-	ختمہ (وقف تام)	النقطة	Ful stop
۴	!	علامت تاثر (ندائی، فحاشیہ)	علامة الانفعال	Note of Exclamation
۵	:	رابطہ	النقطتان	Colon
۶	؟	سوالات نشان	علامة الاستفهام	Sign of Inerogation
۷	“ ”	واوین	التضبيب	Inverted commas
۸	.....	علامت حذف	علامة الحذف	-
۹	—	خط مستقیم	الخط المستقیم	-
۱۰	()	قوسین	الهلالان	Brackets
۱۱	[ ]	مربع قوسین	القوسان المربعان	-
۱۲	/	خط فاصل	الخط الفاصل	Slash
۱۳	-	علامت تخلص	-	-
۱۴	~	علامت شعر	-	-
۱۵	ع	علامت مصرع	-	-

ذیل میں ان علامتوں کے استعمال کی جگہوں کو تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے

سکتے یا وقفِ خفیف (،)

اس علامت کو فاصلہ فاصلہ بھی کہتے ہیں اور اسے اُلٹے واو کی صورت میں لکھا جاتا ہے، اس علامت سے جملے کے الفاظ یا چھوٹے چھوٹے مرکبات کو ایک دوسرے سے جدا کیا جاتا ہے، اس کے استعمال کی صورتیں درج ذیل ہیں:-

۱۔ جب جملے میں تین یا تین سے زائد الفاظ ایک ساتھ آئیں تو ان میں آخری سے پہلے ”اور“ کا لفظ اور باقی تمام الفاظ کے بعد یہ علامت لائی جاتی ہے، مثلاً:

(i) میں نے کاپی، کتاب اور قلم کو میز پر رکھا تھا۔

(ii) امام غزالی رحمہ اللہ فقہ، فلسفہ، حکمت اور تصوف کے بلند مرتبہ پر فائز تھے۔

(iii) وہ صبح سویرے اٹھا، نماز پڑھی، ناشتہ کیا اور کتابیں اٹھا کر مدرسے کو چل دیا۔

۲۔ ایک ہی چیز کی کئی قسموں کے درمیان فرق کرنے لیے، مثلاً:

(i) شرک کی دو قسمیں ہیں: شرک اکبر، شرک اصغر۔

(ii) اخلاق دو طرح کے ہوتے ہیں: اخلاقِ جمیلہ، اخلاقِ رذیلہ۔

(iii) حج کی تین قسمیں ہیں: حجِ قرآن، حجِ افراد، حجِ تمتع۔

۳۔ ایک ہی جملے کے جوڑا جوڑا الفاظ کے درمیان، جیسے:

(i) صبح شام، دن رات، خلوتِ جلوت، سفرِ حضر، خشکی تری، غرض ہر جگہ ہر حال میں انسان کو اللہ رب

العزت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔

اور جیسے قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

(ii) دن ہو کہ رات، آندھی ہو یا طوفان، امن ہو یا فساد، دور ہو یا نزدیک، ہر زمانے میں شہر شہر، گلی

گلی، قریہ قریہ، چھوٹی بڑی، کچی پکی مسجدیں اسی مٹلا کے دم سے آباد ہیں۔

۴۔ ایسے اسموں اور ضمیروں کے درمیان جو ایک دوسرے کے متبادل ہوں، جیسے:

- (i) خالقِ دو جہاں، مالکِ کن فکاں، رب العالمین، شہنشاہِ عرش و فرش، جس وقت جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔  
(ii) مولائے کل، ختمِ الرسل، شافعِ محشر، ساقیِ کوثر، سید الاولین و الآخِرین ﷺ نے فرمایا۔۔۔۔۔  
(iii) ولی کامل، پیکرِ تقویٰ و اخلاص، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،، نمونہٴ اسلاف حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم تشریف لاکچکے ہیں۔

۵۔ سوالِ سابق کے جواب میں ”ہاں“ یا ”نہیں“ کے بعد، جیسے:

- (i) خالد نے راہ گیر سے کہا: ”کیا آپ یہ سامان اٹھانے میں میری مدد کر سکتے ہیں؟“ راہ گیر نے کہا: ”ہاں، میں آپ کی مدد کے لیے حاضر ہوں۔“

(ii) استاد: ”احسن! یہ بتاؤ: کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟“ احسن: ”نہیں، مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا۔“

۶۔ کسی طویل گفتگو کے درمیان جو چھوٹے چھوٹے جملے آئیں، لیکن بات مکمل نہ ہو تو ان میں سے ہر جملے کے اختتام پر سکتے کی علامت لگائی جاتی ہے، مثلاً:

آنحضرت ﷺ ۸ ربیع الاول بروز پیر کو قبائلی بچے تھے، چودہ روز قبائلیں قیام فرما کر ۱۹ ربیع الاول بروز جمعہ قبا سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے، راستے میں بنو سالم کی بستی میں نماز جمعہ ادا فرمائی، یہ اسلام میں سب سے پہلی نماز جمعہ تھی، نماز سے فارغ ہو کر پھر روانہ ہوئے، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا، انصار کا عظیم الشان جلوس آنحضرت ﷺ کی سواری کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے چل رہا تھا۔ (فتح الباری)

۷۔ بڑے بڑے جملوں کے درمیان حرفِ عطف، حرفِ استثناء، حرفِ تعلیل اور حرفِ استدراک وغیرہ، مثلاً: ”اس لیے“، ”بلکہ“، ”لیکن“، ”کیونکہ“، ”اگرچہ“، ”لہذا“، چنانچہ“ وغیرہ آجائیں تو ان سے پہلے سکتے کی علامت لگائی جاتی ہے، مثلاً:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم خور اور اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے، کسی سے غلطی ہو جاتی تو اسے سب کے سامنے بے عزت نہ کرتے، بلکہ نرمی اور پیار و محبت سے سمجھا دیتے، کیونکہ آپ دوسروں کی عزت نفس کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرویدہ اور جاں نثار بن گئے تھے، دوست تو دوست دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی دیتے

تھے، لیکن خاندانی تعصب اور آباؤ اجداد کی تقلید میں ایسے اندھے ہو چکے تھے کہ آپ کی دشمنی پر اتر آئے، چنانچہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد جنگیں بھی کیں، لیکن انھیں ہر بار ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا، البتہ غزوہ احد میں مسلمانوں کو ظاہری شکست ہوئی تھی، تاہم مسلمان استقامت کے ساتھ دین اسلام پر قائم رہے اور دین اسلام کے غلبے کے لیے کوشاں رہے، بالآخر مکہ فتح ہوا اور اللہ کا دین غالب آ کر رہا۔

## کرنے کا کام

عزیز طلبہ و طالبات! مذکورہ بالا قواعد کو بار بار پڑھ کر اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے اور نیچے دی گئی تحریروں میں سکتے کا بر محل استعمال کر کے اپنا کام شعبہ تصنیف و تالیف، مرکزی شاخ جامعہ دارالتقویٰ، چوہدری پارک لاہور کو ارسال کر کے اصلاح لے لیجیے۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجاشی کے دربار میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”شاہا! ہم سب جاہل اور نادان تھے بتوں کو پوجتے مردار کھاتے بے حیائی قطع رحمی اور بد خلقی کا شکار تھے ہم میں کا طاقتور کمزور کو کھاجاتا ہم لوگ اسی حالت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا ایک نبی بھیجا جو ہمارے ہی خاندان سے ہے ہم اس کے حسب نسب صدق و امانت اور عفت و پاکدامنی کو خوب جانتے ہیں اس نے ہمیں ایک اللہ کی طرف بلایا کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اس نے ہمیں سچائی امانت داری صلہ رحمی اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی اور حرام باتوں سے بچنے کا حکم دیا ناحق خون بہانے جھوٹ بولنے اور یتیم کا مال کھانے سے روکا اس نے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے روزے رکھنے اور تمام نیک کاموں کا حکم دیا ہم نے جب یہ سنا تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔“

نجاشی نے کہا ”تمہارے نبی پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس میں سے کچھ سناؤ۔“ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائیں۔

بادشاہ اور تمام درباریوں کے آنسو بہہ پڑے اور روتے روتے بادشاہ کی داڑھی تر ہو گئی بعد ازاں بادشاہ نے

قریش کے دونوں قاصدوں کو ان کے لائے ہوئے تحائف سمیت واپس بھیج دیا اور خود مسلمان ہو گیا۔“

(مسند احمد وسیرة ابن ہشام)

۲۰۰۲۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم

انہیں تھامے رہو گے تب تک تم گم راہ نہ ہو گے کتاب اللہ سنت رسول۔“ (موطا امام مالک)

۳۰۰۰۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ عظیم محدث مفکر مورخ مصنف اور ایک نابغہ روزگار شخصیت کے

مالک تھے۔

۴۰۰۰۔ خلیفہ ثانی مراد رسول داماد علی فاتح روم و شام امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔۔ (جاری ہے)



### نیک بیوی کے لئے خوش خبری

وعن أنس قال: قال رسول الله S: المرأة إذا صلت خمسها وصامت شهرها

وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها فلتدخل من أي أبواب الجنة شاءت رواه أبو

نعيم في الحلية۔ (مشکوٰۃ ص ۲۸۱ ط: قدیمی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس عورت نے (اپنی پاکی کے دنوں

میں پابندی کے ساتھ) پانچوں وقت کی نماز پڑھی، رمضان کے (ادا اور قضاء) روزے رکھے، اپنی شرم گاہ

کی حفاظت کی (یعنی فواحش اور بری باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا) اور اپنے خاوند کی (ان چیزوں

میں) فرمانبرداری کی (جن میں فرمانبرداری کرنا اس کے لیے ضروری ہے) تو (اس عورت کے لیے یہ

بشارت ہے کہ) وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔“

## آپ کے مسائل کا حل

مضاربت سے متعلق سوالات کے جوابات

مضارب/عامل: زید رب المال: عمرو

### شرائط

- ۱۔ جس کام میں مال لگایا جائے اس کی خبر سرمایہ کار کو ہو۔ یعنی جہاں بھی لگائے بنا کر لگائے۔
- ۲۔ مضارب ہر آرڈر پر مال لگانے کا مجاز نہ ہوگا بلکہ جس آرڈر میں مال لگانے کی رب المال کی طرف سے اجازت ہوگی مضارب صرف اسی آرڈر میں مال لگائے گا۔
- تنبیہ: ان دو شقوں کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا کاروبار یہ ہے کہ ہمیں مختلف لوگوں (کمپنیوں) کی طرف سے مختلف چیزیں مہیا کرنے کے آرڈر آتے ہیں چنانچہ ہم مضاربت کی ترتیب ایک آرڈر کے حساب سے کریں گے مثلاً تین آرڈر آئے تو رب المال کو بتادیا کہ یہ تین آرڈر ہیں آپ کس میں سرمایہ لگانا چاہتے ہیں اس آرڈر میں مکمل سرمایہ اس کا ہوگا اور صرف اسی آرڈر تک محدود ہوگا، چنانچہ اس آرڈر کے حساب سے ان سے پیسے لیے جائیں گے اور اس آرڈر کے پورا ہونے کے بعد پیسے اسے واپس کر دیں گے۔ پھر دوبارہ اگر کسی اور آرڈر میں لگانا چاہے تو اس کی مرضی۔

جواب: یہ دونوں شقیں درست ہیں کیونکہ رب المال کو اختیار ہوتا ہے کہ کسی خاص چیز

میں انویسٹمنٹ کرے یا مضارب کو کسی خاص قسم کا مال خریدنے کا پابند کر لے۔ م

هما شرط رب المال وقيد بالمضاربة المقيدة يلزم المضارب  
رعایتہ (مجله الاحكام العدلية: ماده ۱۴۲۰) ولا يملك (المضارب) ايضا  
تجاوزا لبلدا و سلعة... عينه المالك (در مختار ۵۰۶/۸)

۳۔ گاہک سے رقم کی واپسی کی مدت دو ماہ ہوگی۔

تنبیہ: ہم جس کمپنی سے کام کرتے ہیں ان کی ترتیب یہی ہے کہ دو ماہ بعد پیسے دیتے ہیں۔ اس شق سے مقصود اپنا معمول بتانا ہے کوئی مدت مشروط کرنا نہیں۔

جواب: جب رب المال کی طرف سے ادھار معاملہ کرنے کی نفی نہ ہو تو جتنی مدت تک عام طور پر تاجر ادھار معاملہ کرتے ہیں مضارب بھی کر سکتا ہے۔

المضارب في المضاربة المطلقة بمجرد عقد المضاربة يكون ماذونا  
بالعمل في لوازم المضاربة والاشياء التي تتفرع عنها فاولا يجوز له البيع  
والشراء لاجل الربح... ثانيا يجوز له البيع سواء كان بالنقد او بالنسيئة بقليل  
الدرهم وكثيرها لكن يجوز له اعطاء المهلة في المرتبة التي جرى العرف  
والعادة بين التجار والافليس له بيع الاموال الى مدة طويلة لم تعرف بين التجار  
(مجله الاحكام العدلية: ماده ۱۴۱۴)

۴۔ غیر معتمد پارٹنر کو مال دینے میں پوری ذمہ دار عامل کی ہوگی۔

جواب: یہ پابندی لگا سکتے ہیں۔

ولا يملك ايضا تجاوزا لبلدا و سلعة او وقت او شخص عينه المالك لان  
المضاربة تقبل التقييد المفيد ولو بعد العقد مالم يصر المال عرضا  
(در مختار ۵۰۶/۷)

۵۔ عامل کی غفلت کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی ذمہ داری عامل پر ہوگی۔

جواب: یہ شق مضاربیت کے اصولوں کے مطابق ہے۔

المضاربة من عقود الامانات والمضارب امين على ما في يده من مال

المضاربة الا اذا خالف شروط الامانة فتعدى على مال المضاربة او قصر في ادارة اموال المضاربة او خالف شروط عقد المضاربة فاذا فعل واحدا او اكثر من ذلك فقد اصبح ضامنا لراس المال (معيار المضاربة من المعايير الشرعية ۴/۴) المضارب امين وراس المال في يده في حكم الوديعة (مجلة: ماده ۱۴۱۳)

- ۶۔ گا ہک سے رقم واپس آنے پر فوری ادائیگی رب المال کو کی جائے کل رقم نفع سمیت۔  
 جواب: چونکہ مضاربت ایک ہی سودے کی ہوگی اس لیے پوری رقم وصول ہونے کے بعد مضارب کے ذمے یہ لازم ہوگا کہ وہ رب المال کی کل رقم بمع رب المال کے نفع کے اسے فوری واپس کرے لہذا یہ شق جائز ہے۔
- ۷۔ عند الطلب بل سیل انوائس بھی دکھائی جاسکتی ہے اور costing sheet بھی (مال کی تیاری کے خرچہ کاریکارڈ)  
 تنبیہ: یعنی رب المال پورے حساب کتاب کا تقاضا کر سکتا ہے کہ کتنے میں مال خریدا تھا اوپر کتنا خرچہ آیا تھا اور کتنے میں بکا تھا اور کتنا نفع ہوا ہے۔  
 جواب: اگر رب المال کی تسلی زبانی حساب پر نہ ہو رہی ہو تو وہ مضارب سے سیل انوائس اور کاسٹنگ شیٹ کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

و تفرع على كونه امانة ماسئل قارىء الهداية عمّن طلب محاسبة شريكه فاجاب لا يلزم بالتفصيل ومثله المضارب والوصى والمتولى نهر  
 قوله (فاجاب الخ) حيث قال ان القول قول الشريك والمضارب في مقدار الربح والخسران مع يمينه ولا يلزمه ان يذكر الامر مفصلا والقول قوله في الضياع والرد الى الشريك۔ قوله (ومثله المضارب والوصى والمتولى)  
 سيدكر الشارح في الوقف عن القنية ان المتولى لا تلزمه المحاسبة في كل عام ويكتفى القاضي منه بالاجمال لو معروفه فبالامانة ولو متهما يجبره على التعيين شيئا فشيئا ولا يحبس بل يهدده ولو اتهمه يحلفه ھـ والظاهر انه يقال مثل

ذلك فى الشريك والمضارب والوصى فيحمل اطلاقه على غير المتهم اى

الذى لم يعرف بالامانة تامل۔ (شامى ۶/۳۹۶)

۸۔ نفع میں شراکت 50% حساب سے ہوگی۔

جواب: مضارب بت میں نفع ۵۰ فیصد کے حساب سے بھی رکھ سکتے ہیں۔

المضارب انما يستحق الربح فى مقابلة عمله والعمل انما يكون متقوما

بالعقد فای مقدار شرط للمضارب فى عقد المضاربة من الربح ياخذ حصته

بالنظر اليه (مجله: ماده ۱۲۲۵)

۹۔ غیر اختیاری نقصان مکمل رب المال کے ذمہ ہوگا۔

جواب: شرعاً بھی غیر اختیاری نقصان کی ذمہ داری رب المال کی ہی ہوگی۔

على كل حال يكون الضرر والخسار على رب المال (مجله: ماده

۱۲۲۸)

۱۰۔ رقم کی وصولی کے دستخط آڈر (p.o) کی کاپی پر ہوں گے۔

یعنی مضارب پہلے کمپنی کی طرف سے آڈر کی کاپی دکھائے گا کہ یہ آڈر آیا ہوا ہے اس میں

مضارب بت کرنے کے لیے پیسے دے دیں۔

جواب: چونکہ ان کا آپس میں معاملہ یہی ہے کہ کسی خاص سودے میں مضارب بت کریں گے

اس لیے اس سودے کا آڈر دکھا کر معاملہ کر سکتے ہیں۔

۱۱۔ اختلاف کی صورت میں حتمی فیصلہ دارالافتاء اللھلال مسجد کا تسلیم کیا جائے گا۔

۱۲۔ آفس اخراجات اور آڈر اخراجات مکمل نفع میں سے 20% رب المال کے ذمہ ہوں گے۔

تنبیہ: ایک مہینے میں مختلف آڈر چلتے رہتے ہیں اس لیے ایک آڈر پر آنے والے آفس کے

اخراجات کا حساب لگانا بہت مشکل ہے اس لیے یہ ترتیب بنائی کہ 20% اس کا طے کر لیں۔

جواب: یہ اخراجات لینا جبکہ ان کا حقیقی حساب کرنا بھی ممکن نہیں درست نہیں البتہ یہ کر سکتے ہیں کہ

مضارب یہ خرچہ وصول نہ کرے بلکہ نفع میں اپنا فیصدی حصہ بڑھالے۔



## جامعہ کے شب و روز

جامعہ دارالتقویٰ کے خماسی امتحان کے نتائج کی تقریب یکم دسمبر بروز اتوار بمقام جامع مسجد الہلال چوہر جی میں منعقد ہوئی۔ نتائج کے اعلان کی اس تقریب میں جامعہ دارالتقویٰ، التقویٰ بوائز ہائی اسکول اور جامعہ فاطمہ الزہراء کی تمام شاخوں کے بنین و بنات اور ان کے والدین و سرپرست حضرات خصوصی طور پر مدعو تھے۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب (ناظم وفاق المدارس عربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان) اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طیب صاحب (مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد) مہمان خصوصی تھے۔ اس مبارک تقریب میں اعلیٰ درجات میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ میں انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

اس سلسلے کی دوسری تقریب مورخہ 10 دسمبر بروز منگل جامعہ دارالتقویٰ مری میں منعقد ہوگی جس میں بنین و بنات کے خماسی امتحان کے نتائج اور انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

ادارہ ہذا کے شعبہ حفظ کے نتائج کی تقریب مورخہ 8 دسمبر بروز اتوار الہلال مسجد چوہر جی لاہور میں منعقد ہوگی جس میں جملہ شاخوں کے طلبہ، اساتذہ اور بچوں کے والدین و سرپرست حضرات شرکت کریں گے۔ عوام الناس کو شرکت کی عام دعوت ہے خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہوگا۔

عصر حاضر کے مجدد تبلیغ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب نور اللہ مرقدہ کی شخصیت اور ان کی دینی و تبلیغی خدمات پر اشاعت خاص ”حاجی صاحب نمبر“ چھپ کر منظر عام پر آ گیا ہے۔ خواہش مند حضرات آج ہی اپنی کاپی حاصل کر لیں۔ سٹاک محدود ہے۔





# التقوى بوآزہائی سکول

(سائنس و آرٹس)

With Competent,  
Energetic and Professional  
Administration

حافظ، غیر حافظ بچوں کیلئے دینی ماحول میں سکول کی تعلیم

کوالیفائیڈ تجربہ کار اساتذہ

حفظ کی دہرائی

ٹیسٹ سیشن

عربی و انگریزی پریکٹس فوکس

بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت

شخصیت کی تعمیر پر خصوصی توجہ

کمپیوٹر سائنس لیب

100 فیصد  
نتائج کا  
حامل ادارہ

0423-5247910  
0300-5553616

58 چوبرچی پارک لاہور

آج ہی  
اپنی کاپی بک  
کرا لیں

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

اشاعت  
خاص

عصر حاضر کے مجدد و تبلیغ مولانا الیاسؒ کے فیض یافتہ

# حاجی عبدالوہابؒ

حاجی صاحب کے  
حالات زندگی، احوال و  
واقعات اور سیرت  
و کردار کا ایک  
حسین گلدستہ



شعبہ  
نشر و اشاعت  
جامعہ دارالتقویٰ، لاہور

0304-8142341

رابطہ نمبر